تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

29

مسلسل اشاعت کا
29واں سال

19 تا 25 محرم الحرام 1442ھ / 8 تا 14 ستمبر 2020ء

نفاق کب سامنے آتا ہے؟

جس معاشرے میں دعوت وتحریک نہیں ہوتی اور جمود (stagnation) ہوتا ہے، وہاں ایمان کا بھی جمود ہوتا ہے۔ اگر کسی انسان کا ایمان زیرو لیول پر ہے تو وہیں پڑا رہے گا۔ جونہی وہاں دعوت وتحریک کا آغاز ہو گا، امتحان وآزمائش کا مرحلہ بھی شروع ہو جائے گا۔ اِس مرحلے پر جان و مال کی قربانی دینی پڑے گی۔ اوقات لگانے ہوں گے۔ ایمان میدان کی طرف پکار رہا ہو، تو اُس کی پکار پر لبیک کہنا ہو گی، تب ہی آدمی کے ایمان کی ترقی کا سفر شروع ہو گا۔ ایمانی لحاظ سے یہ صورت انتہائی خطرناک ہو گی کہ قربانی کا تقاضا آئے اور انسان اللہ کی راہ میں کسی قسم کی قربانی کے لیے تیار نہ ہو، وہ خیال کرے کہ مجھے اللہ بھی پیارا ہے، رسول ﷺ اور جنت سے بھی پیار ہے، مگر دوسری طرف جان و مال بھی عزیز ہیں اور میں گھر کا آرام نہیں چھوڑ سکتا۔ گویا ؎

تپتی راہیں مجھ کو پکاریں   دامن پکڑے چھاؤں گھنیری

اگر انسان کو علائق دُنیوی اللہ کی راہ میں نکلنے سے رکنے کا مشورہ دیتے ہوں کہ ہمارے پاس بیٹھے رہو اور بہانہ بنا دو، یا جھوٹ بول دو، بلکہ ضرورت پڑے تو قسمیں کھا کر اس آزمائش سے خود کو بچا لو...... تو جان لیجئے، یہی وہ موقع ہوتا ہے جب انسان کا نفاق نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

قصہ آدم و ابلیس

سرکش قوموں کا انجام

پاک سعودی تعلقات اور نیا مسلم بلاک

ابلیس کی مجلس شوریٰ

اہل عرب کی غیرت وحمیت

......کتنی برساتوں کے بعد

الہدیٰ (902)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ کی دی ہوئی صلاحیتیں دین اسلام کے لیے استعمال کرو

سُورۃُ المُؤمِنُون — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 76 تا 80

وَ لَقَدۡ اَخَذۡنٰہُمۡ بِالۡعَذَابِ فَمَا اسۡتَکَانُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَ مَا یَتَضَرَّعُوۡنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤی اِذَا فَتَحۡنَا
عَلَیۡہِمۡ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیۡدٍ اِذَا ہُمۡ فِیۡہِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۷﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ
الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡ ذَرَاَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ اِلَیۡہِ
تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَ ہُوَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ وَ لَہُ اخۡتِلَافُ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۸۰﴾

آیت ۷۶: ﴿وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ﴾ ’’اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تھا‘‘

اس سے مراد شاید قحط اور خشک سالی کا وہ عذاب ہے جس میں اہل مکہ کئی سال تک مبتلا رہے اور جس کی وجہ سے ہر شخص کو جان کے لالے پڑ گئے تھے۔

﴿فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾﴾ ’’تو (اس کے باوجود) نہ انہوں نے اپنے رب کے سامنے عاجزی اختیار کی اور نہ ہی وہ گڑگڑائے۔‘‘

آیت ۷۷: ﴿حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾﴾ ’’یہاں تک کہ جب ہم ان پر کھول دیں گے بہت سخت عذاب کا دروازہ، تو جبھی وہ اس میں بالکل مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔‘‘

آیت ۷۸: ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ﴾ ’’اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنائے ہیں کان، آنکھیں اور عقل۔‘‘

﴿قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾﴾ ’’بہت کم ہے جو تم شکر ادا کرتے ہو۔‘‘

آیت ۷۹: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾﴾ ’’اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں پھیلا دیا ہے اور پھر اُسی کی طرف تم سب جمع کر دیے جاؤ گے۔‘‘

آیت ۸۰: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾﴾ ’’اور وہی ہے جو زندہ رکھتا ہے اور موت دیتا ہے، اور اسی کا کام ہے دن رات کو بدلنا۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے!‘‘

فرمان نبویؐ

منہ پر تعریف کرنا

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ:

سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَیُطْرِیْہِ فِی الْمَدْحِ فَقَالَ: ((اَھْلَکْتُمْ اَوْقَطَعْتُمْ ظَھْرَ الرَّجُلِ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے منہ پر بہت مبالغہ کے ساتھ اس کی تعریف کر رہا ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا: ’’تم نے تو اسے ہلاک کر ڈالا (یا فرمایا کہ) تم نے تو اس کی کمر توڑ ڈالی۔‘‘

تشریح: چونکہ یوں تو منہ پر تعریف کرنا بھی کوئی قابلِ تحسین فعل نہیں لیکن اگر اس میں مبالغہ بھی کیا جائے تو یہ نقصان دہ ہے کیونکہ مبالغہ تو حقیقت کے بھی خلاف ہوتا ہے اور اسلامی اخلاق میں مبالغے کی گنجائش نہیں۔ مبالغہ کرنے والا شخص غلط تعریف کرتا ہے اور جس کی تعریف کی جاتی ہے اُسے غلط فہمی میں مبتلا کر کے گناہ کا کام کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

قصہ آدم و ابلیس

قرآن حکیم میں قصہ آدم و ابلیس سات مرتبہ آیا ہے۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ اللہ رب العزت جو حکیم مطلق ہے اور انسان کا جیسا وہ خیر خواہ ہے کائنات میں اور کوئی نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ انسان کی عظمت اور اللہ کی اُس سے محبت کا اندازہ کریں کہ وہ ابلیس کو غضبناک ہو کر خطاب فرماتا ہے کہ تجھے اُس کو سجدہ کرنے میں کیا عذر مانع ہوا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ اس قصہ کو بار بار دھرانے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں انسان کے لیے زبردست رہنمائی ہے۔ انسان کا ہیولا تیار کرنے اور اُس میں اپنی روح میں سے پھونکنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ انسان کو سجدہ کریں۔ قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر اپنے اس ارادے کا اظہار کر چکا تھا کہ وہ کھنکھناتی مٹی سے بنائے ہوئے انسان کو زمین میں اپنے خلیفہ کی حیثیت سے بھیج رہا ہے۔ اِس پر فرشتوں نے اس تحفظ کا اظہار کیا کہ وہ زمین میں خون خرابہ کرے گا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ لہٰذا جب اُنہیں سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو وہ بلا چوں وچراں آدم کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے سوائے ابلیس کے۔ گویا اُنہوں نے اپنے تحفظ کا اظہار تو کر دیا لیکن حکم پر حرف بہ حرف عمل کیا اور اپنے تحفظ کو بالائے طاق رکھ دیا۔

اسی نوعیت کا معاملہ آدم علیہ السلام کا بھی ہوا۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ جنت میں جو چاہیں کھائیں پییں لیکن متنبہ فرما دیا کہ فلاں درخت کا پھل نہ کھائیں، اور قبل از وقت شیطان کی دشمنی سے بھی آگاہ کر دیا۔ لیکن شیطان اُنہیں ورغلانے میں کامیاب ہو گیا۔ پہلے انسانی جوڑے کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ تائب ہوئے اور ایسے الفاظ میں معافی مانگی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اُسے درج کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا: ’’اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کھایا تو یقیناً ہم ہوں گے خسارہ پانے والوں میں۔‘‘ (الاعراف: 23) یعنی عاجزی اور انکساری سے اپنی بھول پر رجوع کر لیا۔ لہٰذا اُنہیں معاف کر دیا گیا۔ جبکہ ابلیس لعین کا رویہ مکمل طور پر اس کی ضد تھا۔ اُس نے آدم کو سجدہ نہ کر کے نافرمانی کی اور معصیت کا ارتکاب کیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حکم عدولی پر پُرسش کی تو اعتراف جرم اور اظہار ندامت کی بجائے وہ بحث و دلیل میں پڑ گیا۔ کہا، خدایا مجھے تجھ نے آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے اور آگ مٹی سے افضل ہے۔ یہ عذرِ گناہ تھا۔ یہ گناہ اور جرم پر اصرار تھا، یہ تکبر تھا۔ جس پر غضب الٰہی کا ظہور ہوا اور وہ راندۂ درگاہ ہو گیا۔ ابلیس کی شیطنت اور تکبر جاری رہا اور اُس نے اللہ سے قیامت تک کی مہلت مانگ لی، تاکہ وہ اپنے دشمن انسان کو گمراہ کرتا رہے۔ اللہ نے اُسے یہ مہلت عطا فرما دی، تاکہ اس سے بندوں کی آزمائش بھی ہو سکے۔

یہاں ایک نکتہ کی وضاحت از حد ضروری ہے۔ ابلیس کا لغوی مطلب ہے مایوس شدہ۔ ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابلیس تو اپنے کام یعنی بندوں کو گمراہ کرنے کے حوالے سے مایوس ہوتا ہی نہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 محرم 1442ھ جلد 29
8 تا 14 ستمبر 2020ء شمارہ 29

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چونگی لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک……600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا-------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کوئی شخص زہد و تقویٰ کی کتنی ہی منازل کیوں نہ طے کر لے۔ شیطان مایوس نہیں ہوتا، بلکہ ایسے متقی اور پرہیزگار انسان پر زیادہ حملے کرتا ہے۔ دائیں بائیں، آگے اور پیچھے سے آتا ہے اور ایسے ایسے وسوسے پیدا کر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر انسان ان حملوں سے بچ ہی نہیں سکتا۔ تو پھر اُسے ایسا نام کیوں دیا گیا، جس کا مطلب ہو مایوس شدہ۔ وہ تو اپنی ناکامیوں پر مایوس ہوتا ہی نہیں بلکہ نئے نئے انداز سے حملہ آور ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کی مایوسی اپنے حوالے سے ہے یعنی اُس کا راندۂ درگاہ ہونا حتمی اور قطعی ہے، کیونکہ اُسے یہ سزا انسان کی وجہ سے ملی۔ لہٰذا وہ انسان کا بدترین دشمن ہے

ع ہم تو ڈوبے ہیں، صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

اللہ رب العزت اپنی مقدس کتاب میں قصۂ آدم و ابلیس کو بار بار دہرا کر انسان کو یاد دلاتا ہے کہ تمہیں آدم کا راستہ اختیار کرنا ہے، غلطی اور خطا کے تم پتلے ہو، لہٰذا میرا غضب محض تمہاری خطا پر نہ بھڑکے گا، ہاں تم سنبھلو، رجوع کرو اور معافی کے طلب گار بنو! میں غفور و رحیم بھی ہوں، کریم اور تواب بھی ہوں۔ لیکن اگر تم نے ابلیس کی پیروی کی، اُس جیسا رویہ اختیار کیا، اپنے گناہ پر اصرار کیا اور ڈٹے رہے تو پھر تمہارا انجام بھی ابلیس کے ساتھ ہوگا۔ کیوں کہ ایسی روش اختیار کرنے والوں کے لیے میں جبار بھی ہوں، قہار بھی ہوں۔ اجتہادی خطا تو حضرت یونس علیہ السلام جیسے عظیم پیغمبر سے بھی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں پکڑ کی، لیکن جب انہوں نے مچھلی کے پیٹ سے پکارا (ترجمہ) ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے تیری ذات اور میں خطا واروں میں سے ہوں'' (الانبیاء: 87) تو اللہ نے آپؑ کی توبہ قبول فرمائی اور مچھلی نے اُنہیں ساحل پر اُگل دیا۔ اللہ نے صحت عطا فرمائی اور آپ توانا ہوگئے۔

معاشرہ، قوم اور ملت، افراد کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ مسلمانانِ برصغیر نے اللہ سے وعدہ کر کے ایک خطۂ زمین حاصل کیا تھا کہ ہم پاکستان کے نام سے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے اور اسلام کے چہرے پر دورِ ملوکیت میں جو پردے پڑ گئے تھے، اُنہیں ہٹا کر اسلام کا حقیقی، بے داغ اور روشن چہرہ دنیا کو دکھائیں گے۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد اہل پاکستان محض گفتار کے غازی ثابت ہوئے۔ اُن کے کردار اور افعال میں اسلام دور دور تک نظر نہ آیا۔ اُنہوں نے محض نعرہ بازی سے اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی لیکن اس کا فیصلہ تو وہ پندرہ سو سال پہلے اپنی آخری مقدس کتاب میں سنا چکا تھا جو لوگ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں حقیقت میں وہ صرف خود کو دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں۔ ہم اس دھوکہ بازی میں تہتر سال گزار چکے ہیں۔

ہم اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی رجوع کرنے کی سنت کو اپنا نہیں رہے بلکہ اپنے بدترین دشمن ابلیس لعین کی طرح بحث و تمحیص، دلیل اور تاویل میں پڑ گئے ہیں۔ ہم نے کج روی اختیار کر لی۔

جب پاکستان چوبیس سال کا تھا تو اللہ نے اہل پاکستان کو جھنجھوڑا۔ پاکستان دولخت ہوگیا۔ ایک کوڑا ہماری پیٹھ پر مارا، شاید کہ یہ سنبھل جائیں۔ لیکن اس کاری ضرب کے باوجود ہم نے رجوع کرنے اور صراطِ مستقیم پر آنے سے انکار کر دیا۔ اپنی پرانی روش اور طور طریقے جاری رکھے۔ لہٰذا ہم پر ذلت و مسکنت مسلط ہونا شروع ہوگئی۔ ہم ایٹمی قوت ہیں، لیکن خوف سے لرزتے رہتے ہیں۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے، لیکن ہم گندم اور چینی درآمد کرتے ہیں۔ ہمارا پڑوسی دشمن ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری طرف بہنے والے دریاؤں پر ڈیم تعمیر کر کے ہماری زمینوں کو بنجر کر رہا ہے، لیکن ہم میں اس کا ہاتھ روکنے کی ہمت نہیں، لہٰذا ہم پر بھوک کا خوف بھی مسلط ہے۔ دین اسلام کو اپنی قومیت کی جڑ اور بنیاد تسلیم کرنے سے انکار کیا تو خلا پیدا ہوگیا، جسے صوبائی، علاقائی اور لسانی تعصب نے پُر کیا۔ قرآن و سنت سے دور ہوئے تو فتنوں نے سر اٹھایا۔ فرقہ واریت نے سوچ اور فکر میں زہر بھر دیا۔ عقل و فہم پر جوش اور دیوانگی غالب آگئی۔ ہم صبر و تحمل کا دامن چھوڑ بیٹھے اور ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگے۔ ہمارے سر کی آنکھیں موجود اور ظاہراً روشن ہیں لیکن ہمیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ اس لیے کہ دل کی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں۔ ہم باطنی بصیرت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس پس منظر میں کوئی جزوی اصلاحی کوشش ہماری ناؤ کو ڈوبنے سے بچا نہیں سکتی۔ بارش اور سیلاب یقیناً آسمانی آفات ہیں لیکن صوبائی اور مرکزی حکومت اِن آفات سے عوام کو تحفظ دینے کی بجائے باہم دست و گریبان ہیں۔ جس سے یہ آفات عوام کے لیے عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ قصہ مختصر کوئی احتجاج، کوئی مارچ یا محدود مطالبات پر دھرنا چھوٹی موٹی تبدیلیاں تو لا سکتا ہے، ہمارے مسائل کلیتاً حل نہیں کر سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اپنی نظریاتی بنیاد سے ہٹ کر پاکستان اپنے وجود کا جواز کھو چکا ہے۔ لیکن ابھی وقت ہے اس کو سنبھال لیں، اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت کو اپناتے ہوئے رجوع کر لیں، ابلیس کو اپنا دشمن جانتے ہوئے اللہ کی پناہ حاصل کر لیں، اُس کی شرانگیزی سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ یاد رکھیں، گیا وقت ہاتھ آتا نہیں۔ آگے بڑھیں، خود پر اسلام نافذ کریں اور معاشرے اور ریاست میں اسلام کے قیام کے لیے جدوجہد کریں۔ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنا کر طاغوتی قوتوں کے خلاف ڈٹ جائیں۔ ہماری انفرادی اور اجتماعی سلامتی کا یہی ایک راستہ ہے۔

سرکش قوموں کا انجام

(سورۃ الذاریات کے تیسرے رکوع کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 28 اگست 2020ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ الذاریات کے دوسرے رکوع کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ گزشتہ نشست میں ہم نے جو مطالعہ کیا تھا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیان کے ذیل میں یہ نکتہ بیان کیا گیا تھا کہ اللہ کے نیک بندوں کے لیے اصل انعام واکرام کی جگہ تو آخرت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں بھی نوازتا ہے۔ اب ہم 27ویں پارے کے آغاز کا مطالعہ کریں گے جہاں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پچھلی نافرمان اقوام کا ذکر کیا ہے اور یہ اسی بات کا اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو دنیا میں بھی نوازتا ہے اسی طرح نافرمانوں کو دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ لیکن جس طرح نیک بندوں کے لیے آخرت میں اصل صلہ ہے اسی طرح نافرمانوں کے لیے اصل عذاب آخرت میں ہوگا۔

زیر مطالعہ آیات میں قوم لوط کا احوال بیان ہوا ہے کہ کس طرح ان کی سرکشیوں کی وجہ سے ان پر اللہ نے دنیا میں سخت عذاب نازل کیے۔ قرآن کریم جو واقعات بیان کرتا ہے وہ محض قصہ گوئی کے لیے نہیں ہیں بلکہ قرآن کتاب ہدایت ہے۔ ان واقعات کو جب قرآن بیان فرماتا ہے تو اس کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمیں عبرت حاصل ہو جائے، ہمیں سبق آموزی میسر آجائے، ہمارے لیے ہدایت کا سامان ہو جائے۔ اس تناظر میں ان واقعات کو سمجھنا بھی چاہیے اور ان سے سبق بھی حاصل کرنا چاہیے۔ ارشاد ہوا:

﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣١﴾﴾

(الذاریات:31)''ابراہیمؑ نے پوچھا کہ اے ایلچیو! پھر آپ لوگوں کا مقصد کیا ہے؟''

جو فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس نازل ہوئے انہوں نے آپؑ کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت عطا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے یہ پوچھا۔ یہاں یہ جو لفظ خَطْبُكُمْ آیا ہے۔ یہ کسی اہم معاملے اور کام کے لیے استعمال ہوتا ہے اور مزید برآں وہ ایسا اہم کام جو ناگوار بھی ہو۔ ابراہیم علیہ السلام بہرحال اللہ کے پیغمبر ہیں، فرشتوں کا آنا ان کے پاس رہتا تھا لیکن یہ فرشتے چونکہ انسانی شکل میں آئے تھے اس لیے آپ کو

مرتب: ابو ابراھیم

محسوس ہوا کہ یہ اللہ کی طرف سے کسی انتہائی اہم معاملے یا فیصلے کو لے کر نازل ہوئے ہیں۔ فرمایا:

﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣٢﴾﴾

(الذاریات:32)''انہوں نے کہا: ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔''

فرشتے بھی اللہ کے حکم کے پابند ہیں، وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ یہاں مجرم قوم سے مراد لوط علیہ السلام کی قوم ہے۔ اس قوم کے بگاڑ کا معاملہ گویا اس انتہا کو پہنچ چکا تھا کہ اس کو مجرمین کی قوم کا عنوان دیا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب ان کے بارے میں فیصلہ آ گیا تو اس کے نفاذ کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا۔ آگے فرمایا:

﴿لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿٣٣﴾﴾

(الذاریات:33)''تاکہ ہم ان پر بارش برسائیں کنکریوں کی۔''

وہ مٹی کی کنکریاں جن کو اچھی طرح پکا لیا جائے اور کنکر بنا دیا جائے ان کے لیے یہاں حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ کا لفظ استعمال ہوا۔ فرشتوں نے وضاحت کی کہ وہ قوم لوط پر ایسی کنکریوں کی بارش برسانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

﴿مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣٤﴾﴾

(الذاریات:34)''جو نشان زدہ ہیں آپ کے رب کے پاس حد سے بڑھ جانے والوں کے لیے۔''

یہ کنکریاں جو ان نافرمانوں پر برسائی جائیں گی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین ہیں۔ یہاں ان نافرمانوں کے لیے مسرفین کا لفظ استعمال ہوا۔ مسرف کا مطلب ہوتا ہے اسراف کرنے والا، حد سے بڑھ جانے والا، سرکش۔ پہلے ان کے لیے مجرمین کا لفظ استعمال ہوا لیکن اب مسرفین کے لفظ سے واضح کر دیا کہ یہ ایسے حد سے بڑھے ہوئے مجرم ہیں جن کے لیے اب معافی کی کوئی گنجائش نہیں بچی۔ اس پر بھی اہل علم نے تفصیلاً کلام فرمایا۔

ایک قوم کو اللہ تعالیٰ فوراً نہیں پکڑتا، اللہ تعالیٰ اصلاح کی مہلت دیتا ہے، پیغمبروں کو بھیجتا ہے، پیغمبر دعوت ان کے سامنے رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ جو پیغمبر کی بات کو قبول کرتے ہیں، وہ بھی لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب معاشرے میں اصلاح کا عمل ہی ختم ہو جائے یا اصلاح کرنے والوں کی بات کو ڈھٹائی کے ساتھ رد کر دیا جائے اور رد کرنے والے اپنے غلط طرز عمل پر ہی ڈٹے رہیں تو تب وہ موقع آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس

قوم کے بارے میں اجتماعی فیصلہ آجاتا ہے کہ یہ مجرم قوم ہے جو حد سے بڑھ چکی ہے اور اب اس میں اصلاح کا عمل ناممکن ہے۔ پھر ایسی قوم کے لیے عذاب کا فیصلہ آجاتا ہے۔ فرمایا:

﴿فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٥﴾﴾ (الذاریات:35) ''پھر ہم نے نکال لیا جو بھی اس بستی میں تھے اہل ایمان۔''

یہ اللہ کی سنت رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو اس سے اللہ اپنے نیک بندوں کو بچا لیتا ہے۔ نوح علیہ السلام کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ اصحاب ایمان ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے۔ ان کو اللہ نے محفوظ رکھا باقی ساری قوم کو اللہ نے مٹا دیا۔ یہاں قوم لوطؑ کے حوالے سے بھی اسی طرح کا حال بیان ہو رہا ہے۔

﴿فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٦﴾﴾ (الذاریات:36) ''تو نہیں پایا ہم نے اس میں سوائے ایک گھر کے کسی کو مسلمانوں میں سے۔''

وہ گھر لوط علیہ السلام کا تھا۔ لوط علیہ السلام کی بیٹیاں آپؑ کے ساتھ تھیں لیکن آپؑ کی اہلیہ نافرمانوں کے ساتھ ہی عذاب الٰہی کا شکار ہوئیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ لوط علیہ السلام وقت کے رسول ہیں۔ اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں لیکن ان کی بیوی نے اگر ان کی دعوت کو قبول نہ کیا اور سرکشوں کا ساتھ دیتی رہی تو پیغمبر سے رشتہ ہونا بھی اس کو اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکا۔

﴿وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٣٧﴾﴾ (الذاریات:37) ''اور ہم نے اس میں ایک نشانی چھوڑ دی ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہوں دردناک عذاب سے۔''

قرآن کتاب ہدایت ہے۔ اس واقعے میں جو ہدایت کا سامان ہے اس کی طرف قرآن حکیم اشارہ فرما رہا ہے۔ لوط علیہ السلام کی قوم شرک کی مرتکب تھی لیکن معاشرتی سطح ہم جنس پرستی کا شکار تھی۔ لوط علیہ السلام اس قوم کو سمجھاتے رہے۔ یہ واقعات تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے دیگر مقامات پر بیان فرمائے ہیں۔ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو کئی طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا۔ یہاں مٹی کے پکی ہوئی کنکریوں کا ذکر ہے جن کو آگ میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ عذاب کی ایک شکل ہے۔ پھر ان کو اندھا کیا گیا، پھر اس بستی کو اوپر لے جا کر پٹخ دیا گیا۔ پھر اس پر پانی برابر کر دیا گیا۔ آج اس پانی کو بحر مردار (dead sea) کہا جاتا ہے جہاں کوئی آبی جانور مچھلی وغیرہ بھی نہیں رہ سکتی۔ اب وہاں کچھ کھنڈرات بھی دریافت ہوئے ہیں جن کے بارے میں مورخین کا خیال ہے کہ یہ قوم لوط کی بستی کے کھنڈرات ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس قوم کو کوئی ایک عذاب نہیں دیا گیا بلکہ کئی طرح کے دردناک عذابوں میں اس قوم کو مبتلا کیا گیا۔ بنیادی جرم یہ تھا کہ یہ قوم شرک اور ہم جنس پرستی میں مبتلا تھی۔

اس میں ہمارے لیے راہنمائی ہے کہ رب کائنات نے ہمیں دین فطرت عطا فرمایا۔ اللہ ہمارا خالق اور مالک ہے، اس کو معلوم ہے کہ بندے کی حاجات کیا ہیں؟ ان حاجات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جائز راستے بھی بتائے ہیں اور کچھ حدود و قیود بھی رکھی ہیں۔ اللہ نے نکاح کا پاکیزہ بندھن عطا فرمایا کہ اس کے ذریعے اپنی فطری خواہش کی تکمیل کرو۔ اس کے ذریعے گھر گرہستی کا سامان کرو، اس کا مقصد اولاد کا حصول بھی تھا تاکہ نسل انسانی کا قافلہ آگے بڑھے، مگر اس فطری راستے سے بغاوت کر کے اس قوم نے ہم جنس پرستی کا راستہ اختیار کیا۔ لہٰذا اللہ نے اس قوم پر شدید عذاب بھیجے اور ہمارے لیے عبرت کا سامان بنا دیا۔

ہم جس دور میں رہ رہے ہیں اس میں بعض ''ترقی یافتہ ممالک'' میں ہم جنس پرستی کو قانونی سطح پر جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ یعنی ان ممالک میں اس فعل کو قانوناً حلال کر دیا گیا۔ معاذ اللہ! پھر زنا کے جو دوسرے پہلو ہیں جن سے دین منع فرماتا ہے اور جن سے معاشرہ گندگی کا ڈھیر بنتا ہے وہ بھی ہمارے ہاں پنپ چکے ہیں۔

پریس ریلیز 4 ستمبر 2020ء

مغرب میں قرآن پاک کی توہین اور نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت درحقیقت اسلاموفوبیا کا منطقی نتیجہ ہے۔

شجاع الدین شیخ

مغرب میں قرآن پاک کی توہین اور نبی اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت درحقیقت اسلاموفوبیا کا منطقی نتیجہ ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ مغرب سائنس اور ٹیکنالوجی میں انتہائی ترقی یافتہ ہونے کے باوجود چونکہ نظریاتی سطح پر دین اسلام کا چیلنج قبول نہیں کر سکا اور نہ ہی دنیا کو انصاف پر مبنی نظام دے سکا ہے لہٰذا وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی آخری کتاب کی توہین کرنا اور محسن انسانیت حضور ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانا ظاہر کرتا ہے کہ مغربی دنیا اخلاقی سطح پر بدترین افلاس کی شکار ہو چکی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا باہمی انتشار و افتراق مغرب کو اس چیرہ دستی کا موقع فراہم کر رہا ہے اُنہوں نے کہا کہ درحقیقت عالم اسلام کی دینی غیرت اور حمیت کا جنازہ اٹھ چکا ہے وگرنہ اسلام دشمن قوتوں کو کبھی ایسی نفرت انگیز حرکات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اُنہوں نے کہا کہ اِس امر کی شدید ضرورت ہے کہ عالم اسلام متحد ہو۔ اپنے دین کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنائے۔ ایسی صورت میں دشمنانِ اسلام کو اخلاق سے گری ہوئی گھٹیا حرکتیں کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوگی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرو اشاعت، تنظیم اسلامی)

ہمارے میڈیا چینلز کے اوپر ایسے ڈرامے دکھائے جا رہے ہیں جن میں محرم رشتوں کے درمیان زنا عام ہو رہا ہے۔ یعنی وہ باتیں ڈرامٹائز کر کے ہمیں دکھائی جا رہی ہیں۔ دراصل یہ ہمارے ایمان پر حملہ ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔اور اس حیا کی حفاظت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نکاح کرو، یہ نگاہوں کو نیچا رکھتا ہے، یہ شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔لیکن آج اس نکاح کو بھی مشکل تر بنا دیا گیا ہے۔ظاہر ہے اس کے برعکس جو راستے اختیار کیے جائیں گے وہ سب کے سب سرکشی اور گناہ کی طرف ہی جائیں گے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا بالآخر اللہ کی طرف سے عذاب ہم پر نازل ہوں گے۔یہ بارشوں کا طوفان، آندھیاں، زلزلے' ان سب کے کچھ ظاہری اسباب بھی ہوتے ہیں لیکن جب ہم قرآن میں مجرم قوموں کے احوال پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے زلزلوں، سیلاب، آندھیوں اور پتھروں کے برسائے جانے کا ذکر وہاں بھی کیا۔دنیا میں بھی اجتماعی سطح پر نافرمان اقوام کو سزا دی جاتی ہے گو کہ اصل معاملہ آخرت میں پیش آنے والا ہے اور آخرت میں ہر فرد کا انفرادی طور پر بھی محاسبہ ہوگا۔

قوم لوط کے اس واقعہ میں ہمارے لیے راہنمائی کا سامان ہے۔اللہ ہمارے ایمان اور ہماری حیا کی حفاظت فرمائے اور ہمیں نکاح کا پاکیزہ راستہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ اللہ ہمیں یہ بھی توفیق دے کہ نکاح کے عمل کو آسان کریں اور جو زنا کے راستے ہیں ان کو بند کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ جن ممالک میں یہ سب برائیاں پھیل چکی ہیں ان کی نسلیں برباد ہو چکی ہیں۔ان ممالک کی ظاہری ترقی دیکھ کر ہم متاثر ہو جاتے ہیں' یہ سب کچھ قوم لوط کے پاس بھی تھا، یہ قوم بھی بڑی ترقی یافتہ تھی۔ اس قوم میں تجارت بھی تھی، اس کے پاس وسائل بھی تھے۔لیکن جب یہ بغاوت اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو شدید عذابوں میں مبتلا کیا۔قرآن ان واقعات کو اسی لیے بیان کرتا ہے تاکہ ہم اس سے راہنمائی حاصل کریں۔

اگلا مختصر واقعہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔فرمایا:

﴿وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۸﴾ (الذاریات:38)''اور موسیٰ ؑ کے معاملے میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے اسے بھیجا فرعون کی طرف روشن دلیل (کھلی سند) دے کر۔''

روشن دلیل میں موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بھی شامل ہیں جیسا کہ عصا اور ید بیضا کا معجزہ بہت مشہور ہے۔ اس کے علاوہ بھی اللہ نے انہیں معجزات عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو رعب و دبدبہ بھی عطا کیا تھا۔فرعون کی ہمت نہ ہو سکی کہ ان کے خلاف کھل کر اقدام کرے۔آگے فرمایا:

﴿فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ﴾ (الذاریات:39)''تو اُس نے منہ موڑ لیا اپنی شان وشوکت کے گھمنڈ میں''

رکنہ کے بارے میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک مفہوم یہ ہے کہ اس نے پہلوتہی کی۔اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس نے موسیٰ ؑ کے خلاف طاقت آزمانے کا ارادہ کیا۔

﴿وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۳۹﴾ (الذاریات:40)''اور کہا کہ یہ ساحر ہے یا مجنون ہے۔''

باطل نظام کے جو رکھوالے ہوتے ہیں اور جن کے اس نظام کے ساتھ مفادات وابستہ ہوتے ہیں ان کے سامنے جب توحید کی دعوت پیش کی جاتی ہے، حق اور سچائی کی دعوت پیش کی جاتی ہے تو وہ دعوت پیش کرنے والے کے خلاف یہی پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ تو مجنوں اور دیوانہ ہو گیا۔آج کے اس دور میں مسلمان معاشروں میں جب حق کی بات کی جائے، اللہ کی طرف دعوت دی جائے، دین سے جڑنے کی بات کی جائے، منکرات سے بچنے کی بات کی جائے، پردے کے اہتمام کی بات کی جائے، سود کو چھوڑنے کی بات کی جائے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخلص ہونے کی بات کی جائے، نصاب تعلیم میں دین کو شامل کرنے کی بات کی جائے تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ تو دیوانے ہو گئے ہیں، پاگل ہیں وغیرہ۔یہ ہمیں پتھر کے زمانے میں لے جائیں گے۔یہ کمنٹس اس لیے دیے جاتے ہیں کیونکہ نفس پرستی اور مفاد پرستی میں مبتلا ہو جانے والوں، باطل نظام سے مفادات پانے والوں کو دعوت حق، دعوت عدل، دعوت توحید بھاری لگتی ہے اور وہ کبھی استہزا کے طور پر بھی جادوگر کہہ دیا کرتے ہیں، مجنون کہہ دیا کرتے ہیں۔ہماری اور آپ کی حیثیت کیا ہے؟ جبکہ انبیاء و رسل سے بڑھ کر پاکیزہ ہستیاں دنیا میں کوئی نہیں تھیں لیکن لوگوں نے ان پر انگلیاں اٹھا دیں۔چالیس سال تک لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو الصادق والامین کا خطاب دیا لیکن چالیس برس بعد جب آپ ؐ نے دعوت توحید پیش کی تو کہا گیا کہ یہ ساحر ہیں، مجنون ہیں۔معاذ اللہ۔ اللہ نے پیغمبروں کے واقعات میری اور آپ کی راہنمائی کے لیے بھی بیان کیے کہ جب آپ حق کے راستے پر چلیں گے، حق کی دعوت دیں گے اور حق کی خاطر اُٹھ کھڑے ہوں گے تو ردعمل میں آپ باطل کو لازماً اپنا مدمقابل پائیں گے۔آپ حق اور سچائی کی دعوت دیں گے جبکہ باطل قوتیں آپ کو اذیت دیں گی، آپ کو جانی اور مالی نقصان پہنچائیں گی۔ پیغمبروں کے واقعات میں ہمارے لیے راہنمائی یہی ہے کہ ایسی صورت میں دل چھوٹا نہ کرو، ہمت نہ ہارو، حق پر ڈٹے رہو۔ اللہ کے ان رسولوں کی مثالیں سامنے رکھو جن کی زندگی میں کہیں انگلی اٹھانے کی گنجائش نہیں تھی لیکن لوگوں نے ان کو نہیں بخشا اور اس کا مثبت پہلو یہ ہے اگر کبھی دین کی بات، حق کی بات کرنے پر ردعمل میں آپ کو اذیت پہنچائی جائے تو اس کو اپنی سعادت سمجھیں کہ آپ کی بھی رسول ﷺ سے نسبت ہوگئی کیونکہ اسی رستے پر آپ ﷺ نے بھی بہت کچھ برداشت کیا۔آگے فرمایا:

﴿فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝۴۰﴾ (الذاریات)''سو ہم نے پکڑا اُس کو اور اُس کے لشکروں کو اور انہیں پھینک دیا سمندر میں اور وہ ملامت زدہ تھا۔''

فرعون کی لاش کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ کر دیا۔ سورۃ یونس کے اندر اس واقعہ کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔یہ وہ فرعون تھا جس نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝۲۴﴾ (النازعات)''پس کہا کہ میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب!''

لیکن اس کا ایسا عبرتناک انجام ہوا کہ اللہ نے اس کو عبرت کے لیے بعد والوں کے لیے محفوظ کر لیا کہ دیکھو زمین کے جھوٹے خداؤں کا انجام کیا ہوتا ہے۔سورۃ یونس میں فرمایا:

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ﴾ (یونس:92)''تو آج ہم تمہارے بدن کو بچائیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے ایک نشانی بنا رہے۔''

رسولوں کے ان واقعات میں ہمارے لیے بہت بڑی راہنمائی رکھی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس سے سیکھنے، سمجھنے اور پھر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

16 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

44

دانی از افرنگ و از کارِ فرنگ
تا کجا در قید زنار فرنگ؟

ترجمہ (اے مسلمان! جاگ) تو سمجھتا ہے کہ فرنگ کیا ہے اور اس کے منصوبے کیا ہیں (یہ سب صہیونیت کے شیطانی منصوبے ہیں۔ قرآن اور صاحب قرآن کو مانتے ہوئے) کب تک فرنگ کی جہنم میں پھنسے رہو گے

تشریح اے مسلمان! تو سمجھتا ہے کہ فرنگ (مغرب) کیا ہے؟ اس کے نظریات کیا ہیں؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ اس کا طریقۂ واردات کمزور اقوام پر جابرانہ قبضہ کرنا اور ان کو غلام بنا کر لوٹنا ہے ❶۔ فرنگ کی رگِ جاں پنجہ یہود میں ہے اور وہ دنیا بھر کے سودی نظام سے دولت لوٹ رہا ہے اور دنیا کو نیو ورلڈ آرڈر کے پنجے میں جکڑنے کے منصوبہ پر آگے بڑھ رہا ہے (اور علامہ اقبال کی نظم کے 80 سال بعد وہ بڑی حد تک اپنے مقاصد رذیلہ میں آگے جا چکے ہیں)۔ تو قرآن مجید کو مانتا ہے اور فرنگ کا غلام ہے۔ قرآن تو غلام قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے لڑا دیتا ہے اور آزادی دلاتا ہے اور فرعون اپنے لشکروں سمیت خلیج سویز میں غرق ہو جاتا ہے۔ آج بنی اسرائیل (صہیونیت ZIONS) دنیا میں فرعون بنے بیٹھے ہیں اور اُمت مسلمہ ان کی غلام ہے۔ اے مسلمان! تو کب تک اس غلامی کو برداشت کرے گا اور فرنگ کی غلامی کے جہنم میں جلتا رہے گا۔ اللہ نے بنی اسرائیل غلام قوم کو فرعون سے آزادی دلائی فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو اس علاقے کا حکمران بنا دیا۔ تاریخ عصر حاضر میں آج کے فرعون (ZIONS) کو تباہ کر کے مسلمانوں کو آزادی سے ہم کنار کرے گی اور یہود و ہنود کی سرزمین ان کا مسکن بنے گی۔ (قرآن القصص 28:4-6)

45

زخم از و، نشتر از و، سوزن از و
ما و جوے خون و امیدِ رفو!

ترجمہ محکوم اقوام کے لیے مغربی فرنگی (جو صہیونیت کی مٹھی میں ہیں) زخم دیتا ہے (خود حکمران چنتا ہے) نشتر لگاتا ہے (چیزیں مہنگی کرتا ہے) اور سوئی بھی اسی کی ہے (قرضے دیتا ہے) ایک ہم محکوم اور غلام ہیں خون کی ندی ہے (غیرت وحمیت ختم ہو رہی ہے) اور اسی فرنگ سے زخم سینے کی اُمید بھی رکھتے ہیں

تشریح فرنگی بالادستی کی انتہا کو دیکھو کہ وہ کمزور اور ترقی پذیر اقوام پر ظالمانہ غلبہ حاصل کر کے ان کا بے رحمانہ استحصال کر رہا ہے ❷ (اس نے یونانی و رومی بادشاہوں کی طرح منظم تشدد کر کے اقوام کو محکوم بنایا اور پھر ان کو ترقی، اسلحہ، ٹیکنالوجی اور مصنوعات کی فروخت کے ذریعے نیز اس قوم کے نونہالان کو تعلیمی وظائف کا لالچ دے کر ILLUMINATI کے ذریعے حکمران بنا کر دائمی لوٹ کھسوٹ کے نظام کا حصہ بنا لیا ہے)۔ صہیونیت کا جوذکر قرآن پاک میں آیا ہے وہ انمٹ ہے اور قیامت تک اس گروہ کی شرارتوں کا پردہ چاک کرتا رہے گا۔ آج مغرب اقوامِ عالم کو زخم بھی لگاتا ہے (جنگیں چھیڑتا ہے)، اسلحہ بھی وہی بناتا اور فروخت کرتا ہے پھر ادھار اسلحہ بیچتا ہے۔ حکمران پالتا ہے پسند کے حکمران لاتا ہے۔ غرض زخم، نشتر، سوئی کا اہتمام خود ہی کرتا ہے اور خون کی ندیاں بہاتا ہے اور ہم محکوم اقوام ایسی بے حس ہیں کہ اسی سے امید رفو (زخم کو ٹانکے لگانے کی امید) رکھتے ہیں۔

46

خود بدانی پادشاہی قاہری است
قاہری در عصر ما سوداگری است

ترجمہ (اے مسلمان!) تو خود جانتا ہے کہ بادشاہی و حکومت عوام پر مکمل غلبہ کا نام ہے اور عصر حاضر میں قاہری عوام پر مسلط ہو کر لوٹ مار (مالی کرپشن) کرنا ہے۔

تشریح اے مسلمان! تو خود جانتا ہے کہ پائیدار حکمرانی اور بادشاہت عوام پر مکمل غلبہ (GOVERNMENT WRIT) قائم ہونے سے حاصل ہوتی ہے ہر شعبۂ زندگی میں حکمران کا کنٹرول ہو۔ ماضی میں عام حکمران اکثر صرف اپنی بڑائی کے لیے حکمران بنتے تھے۔ ابلیسی سوچ اور ایجنڈے نے آج کے حکمرانوں کو 'سوداگر' اور 'کاروباری' بنا دیا ہے جبکہ حکمران اور حکمران پارٹی خود بھی زر پرستی اور سرمایہ پرستی کرتی ہے اور کاروباری طبقہ کو ہی فائدہ پہنچاتی ہے اس کی ساری پالیسیاں، قوانین اور انداز حکومت سوداگری کو فروغ دے کر آگے بڑھاتی ہیں اور وہ اپنے اثاثہ جات بنانے میں عالمی سطح پر ایک چھپا ہوا مافیا ہے جس نے سودی نظام کو فروغ دیا ہے اور ملٹی نیشنلز (CORPORATE CULTURE) کو جنم دیا ہے اور یوں چھوٹے کاروباروں کو تباہ کر کے ہر سطح پر ایک عالمی مافیا قبضہ جما چکا ہے۔ اب حکمران صرف ارب پتی ہی بن سکتا ہے اور ہر دفعہ حکمران بن کر ملک و قوم کو لوٹتا ہے جمہوری نظام اور الیکشن کی سیاست میڈیا کے ذریعے اس انداز حکومت کو مقبول بنا رہا ہے۔

❶ 2015ء کے بی بی سی کے ایک نشریے کے مطابق منحوس ایسٹ انڈیا کمپنی 1753ء تا 1860ء جنوبی ایشیا سے 3000 ارب ڈالر لوٹ کر انگلستان لے گئی۔ کاش کوئی انگلستان سے اس رقم کا دعویٰ کر سکے۔
www.bbc.com/urdu/regional-45164919

❷ قرآن اکیڈمی لاہور کی شائع کردہ کتاب انوار القرآن صفحہ 14 پر ہے کہ جدید دور میں بھی حکومت مخالف قیدیوں کو بالکل برہنہ کر کے جانوروں کے پنجروں میں بند کر کے لے جایا گیا۔

پاکستان سعودی عرب کشیدگی کی اصل وجہ کراؤن پرنس کا کشمیر پر او آئی سی کا اجلاس بلانے کا وعدہ ایفا نہ کرنا ہے : ایوب بیگ مرزا

مسلم ممالک کو چاہیے تھا کہ وہ اختلافات کے باوجود مشترکہ مفادات کو دیکھتے ہوئے متحد ہونے کی کوشش کرتے۔ جیسا کہ غیر مسلم ممالک نے ذاتی اختلافات کے باوجود یورپی یونین اور نیٹو قائم کی جس کا انہوں نے فائدہ اٹھایا : رضاء الحق

پاک سعودی تعلقات اور نیا مسلم بلاک کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان : وسیم احمد

سوال: کیا پاک سعودی عرب کشیدگی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کے ایک بیان سے پیدا ہوئی یا پس پردہ کچھ اور وجوہات ہیں؟

رضاء الحق: نائن الیون کے بعد خطے میں جو حالات پیدا ہوئے ان کی وجہ سے دنیا میں پاور سنٹرز بدلنا شروع ہو گئے ہیں۔ خاص طور پر چین اپنی معاشی اور عسکری ترقی میں اس حد تک آگے بڑھنا شروع ہوا کہ اس کی وجہ سے امریکہ نے محسوس کیا کہ ہمیں چین کا گھیراؤ کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی دوران ایک جنریشن گیپ آیا۔ سعودی عرب اور دوسرے عرب ممالک میں بادشاہتیں دوسری نسل میں منتقل ہوتی جا رہی ہیں جن کی وجہ سے وہاں قومی مفادات میں بھی تبدیلیاں آنی شروع ہو چکی ہیں۔ سعودی عرب میں شاہ عبداللہ کے بعد جب شاہ سلمان بادشاہ بنے تو ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان اس حد تک پاور میں آ گئے کہ تمام ریاستی وانتظامی امور ان کے کنٹرول میں چلے گئے۔ کچھ عرصے پہلے انہوں نے اپنی پالیسیز بنانے کے لیے بہت سے دوسرے شہزادوں کو بھی گرفتار کیا۔ بہرحال بہت سارے ایسے عوامل ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عرب ممالک میں نئی نسل کافی اثر ورسوخ رکھتی ہے، اس کا جھکاؤ ماڈرنائزیشن کی طرف ہے اور اس کے اوپر امریکہ کا اثر ورسوخ بھی بہت زیادہ ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ نے ان ممالک پر اپنا اثر بڑھایا اور اس کے ساتھ اس نے چین اور روس کے اثر ورسوخ کو کم کرنے کے لیے کچھ ممالک کو استعمال کیا۔ ان ممالک میں خلیجی ریاستیں اور انڈیا شامل ہیں جو امریکہ کے اتحادی بنے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف چین نے بھی امریکہ کو آنکھیں دکھانی شروع کر دیں تو وہاں پر ایک سرد جنگ کی صورت حال پیدا ہونا شروع ہو گئی جو تقریباً ایک سال سے گرم جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس تناظر میں امریکہ سعودی عرب کو پریشرائز کر رہا ہے کہ وہ پاکستان کو واپس اسی پوزیشن میں لے کر آئے جس میں وہ پہلے تھا۔ یعنی پہلے کی طرح ہی ہر معاملے میں امریکہ کو فل سپورٹ کرے اور چین کو ہر معاملے میں نظر انداز کرے۔ لہٰذا سعودی عرب اور پاکستان کے مابین کشیدگی کی بنیادی وجہ یہ ہے۔ ان

مرتب: محمد رفیق چودھری

حالات میں ہمارے وزیر خارجہ کا بیان بھی ڈپلومیسی کے مسلمہ اصولوں کے خلاف تھا، ان کو اس طرح کے بیانات زیب نہیں دیتے لیکن پاکستان اور سعودی عرب کے مابین کشیدگی کی اصل وجہ یہ چھوٹا سا بیان نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: گزشتہ سال ستمبر میں جب اقوام متحدہ کا اجلاس ہوا تو اس میں وزیر اعظم پاکستان نے ایک تقریر کی جس میں امت مسلمہ کے مسائل، بالخصوص کشمیر کے مسئلے کو بہت زیادہ اُجاگر کیا۔ پھر وہاں سائیڈ لائن پر عمران خان کی ملاقاتیں ملائیشیا کے وزیر اعظم اور ترکی کے صدر سے ہوئیں۔ جس کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آئی کہ او آئی سی مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کوئی متحرک رول ادا نہیں کر رہی۔ چنانچہ ان لیڈروں نے وہاں فیصلہ کیا کہ ملائیشیا میں ان ملکوں کی کانفرنس بلائی جائے جو یہ سمجھتے ہیں کہ او آئی سی صحیح رول ادا نہیں کر رہی اور کانفرنس میں مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کچھ فیصلے کیے جائیں۔ چنانچہ پھر ملائیشیا میں چند ملکوں کی کانفرنس منعقد کی گئی جن میں پاکستان، ملائیشیا اور ترکی کے علاوہ کچھ دوسرے ممالک بھی شامل تھے۔ یہ اقدام سعودی عرب کو بہت ناگوار گزرا اور اس نے ردعمل میں پاکستان کے خلاف کچھ اقدامات کیے کہ آپ ہمارے پیسے فوری واپس کر دیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے سعودی عرب سے پاکستانیوں کو نکال دینے کا عندیہ بھی دے دیا۔ اس وقت پہلے وزیر خارجہ نے سعودی عرب کا دورہ کیا جس میں وہ اپنی کوئی بات نہ منوا سکے۔ پھر وزیر اعظم خود گئے لیکن انہیں بھی سعودی ولی عہد نے سخت جواب دیا کہ آپ کو ملائشیا سمت میں نہیں جانا۔ سعودی عرب کی طرف سے یہ بھی تجویز آئی کہ ہم پاکستان میں خارجہ سطح پر او آئی سی کا اجلاس بلائیں گے جس میں مسئلہ کشمیر یک نکاتی ایجنڈا ہو گا۔ چنانچہ وزیر اعظم نے ان کی ایما پر کانفرنس میں جانے کا پروگرام ختم کر دیا جس پر بہت سی چہ میگوئیاں ہوئیں جو یقیناً درست تھیں کیونکہ وہ وعدہ کر کے نہیں گئے تھے۔ اس کے بعد پاکستان سعودی عرب کو مسلسل یاد دہانی کرواتا رہا کہ آپ نے او آئی سی کا اجلاس بلانے کا وعدہ کیا تھا، اس کو پورا کریں۔ لیکن بار بار یاد دلانے کے باوجود سعودی عرب نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ جس کے بعد پاکستان یہ محسوس کر رہا تھا کہ سعودی عرب کشمیر کے مسئلے پر ہماری مدد کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ ہماری سیاسی اور فوجی قیادت نے یہ مناسب سمجھا کہ اب سعودی عرب کا مزید انتظار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا سیاسی اور عسکری سطح پر فیصلہ ہوا کہ وزیر خارجہ اپنے بیان میں ایک واضح پیغام دیں کہ سعودی عرب مسئلہ کشمیر پر کانفرنس بلانے میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ کشیدگی کی وجہ یہ بھی تھی کہ سعودی عرب بجائے کانفرنس بلانے کے مزید مطالبات کیے جا رہا تھا کہ چین سے پیچھے ہٹو، سی پیک سے پیچھے ہٹو اور یہ

سارے مطالبات امریکہ کے کہنے پر کیے جا رہے تھے کیونکہ امریکہ کی نمائندہ خاتون ایلس ویلز نے پاکستان میں آ کر واضح کہا تھا کہ چین آپ کو پھنسا رہا ہے، وہ آپ کا دشمن ہے، وہ آپ کو گرفت میں لے لے گا، آپ فوراً اس کے منصوبوں سے نکلیں ورنہ پاکستان تباہ ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ امریکہ کا چالیس پچاس سالہ یہ طریقہ رہا ہے کہ اگر وہ پاکستان سے کوئی بات نہ منوا سکے تو پھر وہ سعودی عرب کو آگے کرتا ہے۔ اب پاکستان کے پاس کوئی راستہ نہیں رہا تھا سوائے اس کے کہ وہ سعودی عرب کے مطالبات ماننے سے صاف انکار کر دے۔

سوال: پاکستان میں سعودی سفیر نے آرمی چیف قمر جاوید باجوہ سے ملاقات کی اور چند دن بعد آرمی چیف سعودی عرب کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ غالب گمان ہے کہ آرمی چیف کو سعودی عرب کے دورہ کی باقاعدہ دعوت دی گئی تھی لیکن وہ کراؤن پرنس سے ملاقات نہ کر سکے تو کیا یہ دورہ ناکام ہو گیا؟

ایوب بیگ مرزا: جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ولی عہد نے آرمی چیف سے ملاقات نہیں کی اس لیے یہ دورہ ناکام ہو گیا ہے' ان کا اندازہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان بہت سے مسائل کی وجہ سے اتنی زیادہ خلیج پیدا ہو گئی تھی کہ جس کو پُر کرنا ناممکن تھا۔ بالخصوص چین اور سی پیک کے حوالے سے اور امریکہ سے پرانے تعلقات بحال کرنے کے حوالے سے سعودی عرب کے مطالبات کو ماننا پاکستان کے لیے ممکن نہیں تھا لیکن امریکہ اور سعودی عرب چونکہ اس بات کے عادی تھے کہ جب بھی انہوں نے پاکستان سے کوئی بات زوردار انداز میں کہی تو پاکستان مان گیا۔ اسی لیے انہوں نے آرمی چیف کو بلایا۔ جبکہ آرمی چیف کو معلوم تھا کہ ہمارے اختلافات ختم ہونے والے نہیں ہیں لہٰذا انہوں نے جانے سے انکار بھی نہیں کیا کیونکہ نہ جانے کی صورت میں مزید اشتعال پیدا ہوتا۔ لہٰذا وہ گئے اور سفارتی طریقہ کار بھی یہی ہے کہ جب ہیڈ آف دی سٹیٹ سے کم درجے کا کوئی لیڈر جاتا ہے تو وہ نچلے درجے کے لوگوں سے ملتا ہے جس سے ہیڈ آف دی سٹیٹ کے ملنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ پہلے خالد بن سلمان سے ملے اور جب یہ بات واضح ہو گئی کہ دونوں ممالک کا اپنے اپنے موقف سے پیچھے ہٹنا آسان نہیں ہے تو پھر ظاہر ہے مزید ملاقاتوں کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ جو ملاقات ہوئی اس کا یہ فائدہ ہوا کہ دونوں ممالک کے درمیان خلیج مزید نہ بڑھی بلکہ فیصلہ ہوا کہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے معاملات میں دخل دینے کی بجائے اپنا اپنا مفاد دیکھتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ چنانچہ وزیراعظم عمران خان نے کامران خان کے پروگرام میں انٹرویو میں کہا ہے کہ ہم نے اب یہ طے کیا ہے کہ سعودی عرب اپنے مفادات دیکھے گا اور پاکستان اپنے مفادات دیکھے گا اور دونوں ایک دوسرے کو مجبور نہیں کریں گے کہ وہ ایک دوسرے کی پالیسی کے مطابق چلیں۔ ثابت ہوا کہ آرمی چیف کے دورہ نے اس خلیج کو مزید بڑھنے سے روکا ہے۔

سوال: جس وقت آرمی چیف سعودی عرب میں خالد بن سلمان سے ملاقات کر رہے تھے عین اُسی وقت وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی سعودی عرب کے حریف قطر کے سفیر سے پاکستان میں ملاقات کر رہے تھے کیا یہ ملاقات اشتعال کا باعث تو نہیں بنی؟

> امریکہ سعودی عرب کو پریشرائز کر رہا تھا کہ وہ پاکستان کو واپس اسی پوزیشن میں لے کر آئے کہ وہ ہر معاملے میں امریکہ کو فل سپورٹ کرے اور چین کو ہر معاملے میں نظر انداز کرے۔

رضاء الحق: اصولی طور پر ہونا یہ چاہیے تھا کہ مسلم ممالک اگرنیشن سٹیٹ ہیں تو تب بھی وہ مشترک مفادات کو سامنے رکھ کر ایک ساتھ اکٹھے ہونے کی کوشش کرتے۔ یورپی یونین اسی اصول پر قائم ہے کہ ایک اکانومک یونین بنائی جائے۔ اسی طرح نیٹو ایک ایسا ملٹری الائنس ہے جو کہ اسی مقصد کے لیے تھا۔ حالانکہ وہ مسلمان نہیں ہیں لیکن انہوں نے کچھ کامن گراؤنڈز کو ڈھونڈ کر اکٹھا ہونے کی کوشش کی۔ بدقسمتی سے مسلم حکمران صرف اپنے قومی ایشوز کو فوکس کیے ہوئے ہیں اور ایک گروپ یا پریشر فورم کی طرف نہیں بڑھتے کہ جو آگے جا کر ان کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔ اصل میں اس وقت دنیا میں جتنی بھی ڈپلومیسی چل رہی ہے وہ دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ مسلم ممالک چونکہ نیشن سٹیٹس ہیں اس لیے ان میں بھی یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کوئی ہمارا برادر اسلامی ملک ہے بلکہ صرف اپنے قومی مفاد کو دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ پاکستان کی لیبر سعودی عرب میں موجود ہے اس لیے سعودی عرب پاکستان کو پریشرائز کرنے کے لیے دھمکی دیتا ہے کہ ہم پاکستانیوں کو نکال دیں گے۔ یہ بھی ایک طرح کی دھوکہ دہی ہے اور یہ آج کل کی ڈپلومیسی کا اصول ہے۔ پاکستان نے بھی وہی ٹول استعمال کیا کہ جس وقت وہاں آرمی چیف کی ملاقات ہو رہی تھی عین اسی وقت پاکستان میں قطر کے سفیر سے بھی ملاقات کر لی گئی۔ کیونکہ پاکستان سعودی عرب سے تعلقات مزید بگاڑنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے ڈپلومیٹک طریقے سے قطر کے ساتھ اپنے تعلقات ظاہر کر کے یہ بتا دیا گیا کہ ہمارے پاس یہ آپشن موجود ہے۔

ایوب بیگ مرزا: یعنی یہ دوسرے معنوں میں سعودی عرب کو بتایا گیا کہ ایک طرف تو ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ ہم اختلافات کو بڑھانا نہیں چاہتے لیکن ہم آپ کے مطالبات کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سعودی عرب نے اس بات کو سمجھا ہے کہ اگر پاکستان کو زیادہ دبایا گیا تو سعودی عرب کے اپنے معاملات بھی خراب ہو سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہماری ڈپلومیسی کافی کامیاب رہی ہے۔

سوال: کیا پاکستان، ایران، ترکی اور دوسرے اسلامی ممالک OIC کے متوازی کوئی اتحاد یا گروپ تشکیل دے سکیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کی کوشش ہے کہ سعودی عرب سے تعلقات مزید خراب نہ ہوں بلکہ وہ اس بگاڑ کو روکنا چاہتا ہے۔ لہٰذا پاکستان فوری طور پر ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھائے گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ کوئی نیا بلاک بن رہا ہے۔ یعنی وہ سعودی عرب کو مزید اشتعال نہیں دلائے گا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ پاکستان نے اس حوالے سے ترکی کو بھی اعتماد میں لے لیا ہے کہ ہمیں نئے گروپ کے لیے تیز رفتاری نہیں دکھانی، بلکہ اس معاملے کو تھوڑا سا ملتوی کرنا ہے کہ شاید سعودی عرب حقیقت کو سمجھ جائے یا ہماری پوزیشن اتنی بہتر ہو جائے کہ ہم سعودی عرب کو ناراض کرتے ہوئے بھی ایک گروپ تشکیل دینے میں کامیاب ہو جائیں۔ بہرحال مجھے فوری طور پر چھ ماہ یا سال کے اندر اس طرح کا کوئی قدم نظر نہیں آتا البتہ پردے کے پیچھے اس کے لیے کوششیں جاری رہیں گی۔

رضاء الحق: اس وقت دنیا کے حالات کو دیکھیں تو امریکہ کا چین کے ساتھ ایک محاذ کھلا ہوا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان سرد جنگ چل رہی ہے۔ ان تمام واقعات اور حالات کو سامنے رکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ گریٹر اسرائیل کے پلان کے مطابق ہو رہا ہے۔ قرآن میں ان واقعات کی طرف اشارے موجود ہیں۔ سورۃ الکہف میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ ....﴾

(الکہف:2) ''(یہ کتاب) بالکل سیدھی ہے' تاکہ وہ خبردار

کرے ایک بہت بڑی آفت سے اُس کی طرف سے“

یعنی اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑی جنگ سے لوگوں کو ڈراتا ہے۔ اسی طرح دورِ فتن کے باب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن سے جنگوں کے اشارے ملتے ہیں۔ لہٰذا ایک چیز ذہن میں رکھنی چاہیے کہ حالات بہتر ہونے والے نہیں ہیں بلکہ مزید بگڑنے والے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت صف بندیاں اسلامی اور غیر اسلامی بنیادوں پر نہیں ہو رہیں بلکہ ایک طرف امریکی بلاک ہے جس میں اسلامی اور غیر اسلامی ممالک شامل ہیں۔ دوسری طرف چین کے بلاک میں بھی اسلامی اور غیر اسلامی ممالک شامل ہو رہے ہیں۔ فی الحال یہ دو کمزور سے اتحاد بنتے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کو آپس میں ٹکرانے میں کتنا وقت لگے گا یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

سوال: وزیر اعظم عمران خان نے ایک انٹرویو میں دوٹوک انداز میں کہا ہے کہ پاکستان کسی صورت اسرائیل کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اسی طرح کا اعلان سعودی عرب نے بھی کیا ہے۔ ان دو ممالک کے انکار کی وجہ سے دیگر اسلامی ممالک اور اسرائیل پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کے اس حوالے سے دوٹوک موقف سے سعودی عرب پر اثر پڑا ہے کیونکہ سعودی عرب ہر معاملے میں امریکہ کو دیکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے عوام کو بھی جواب دینا ہے۔ جبکہ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ عرب عوام میں اضطراب اور بے چینی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ دولت کی فراوانی اور دوسری وجوہات کی وجہ سے وہاں کوئی احتجاج نہیں ہوتا۔ البتہ پاکستان کے دوٹوک مؤقف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی جو روش چلی تھی اس میں مجھے عارضی طور پر ٹھہراؤ نظر آیا ہے۔ کیونکہ میری رائے میں متحدہ عرب امارات کو سعودی عرب نے آگے لگایا تھا کہ پہلے تم اسرائیل کو تسلیم کرو تاکہ میرے لیے راہ ہموار ہو سکے۔ لیکن جب پاکستان کی طرف سے دوٹوک پیغام گیا ہے تو ان کے ارادوں کو دھچکا لگا ہے۔ پاکستان اسلامی ممالک میں واحد ایٹمی قوت ہے اس کا اس طرح کا اعلان عرب عوام کے لیے بہت حوصلہ افزا ہے۔ اسی لیے تو سعودی عرب نے واضح اعلان کیا کہ جب تک فلسطینی ریاست قائم نہیں ہوتی ہم اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس موقف پر وہ کب تک قائم رہتا ہے؟ ٹرمپ اور اس کا داماد اس پر پریشر ڈالیں گے تو وہ برداشت کر سکے گا یا نہیں؟ لیکن یہ بڑی بات ہے کہ اس نے اس طرح کا اعلان تو کیا۔ کیونکہ اس طرح کا اعلان اس نے پہلے نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ حالات نے پھر پلٹا کھایا ہے اور سعودی عرب فی الحال رک گیا ہے۔ البتہ کب تک رکتا ہے اس بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے لیکن اسرائیل کے لیے ایک رکاوٹ ضرور آئی ہے۔

سوال: چین میں پاکستان کے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کا توقع سے بڑھ کر استقبال ہوا اور مشترکہ اعلامیہ پر تو بھارت تلملا اُٹھا ہے۔ آپ کے خیال میں خطہ کے حالات کیا صورت اختیار کر رہے ہیں؟

رضاء الحق: مشترکہ اعلامیہ میں بہت ساری اہم باتیں ہیں۔ ایک تو سی پیک کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ سی پیک اور بی آر آئی منصوبوں کو ہر صورت میں ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ پھر چین کی طرف سے یہ کہا گیا کہ پاکستان

> آرمی چیف کے دورہ سعودیہ کے دوران فیصلہ ہوا کہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے معاملات میں دخل دینے کی بجائے اپنا اپنا مفاد دیکھتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔

اور چین آئرن برادرز ہیں۔ یعنی ان کا بہت قریبی تعلق ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سٹریٹیجک کارپوریشن، معیشت، ورک فورس، ٹیکنالوجی وغیرہ اور بہت سارے حوالوں سے بات ہوئی ہے۔ ابھی چین نے نیول شپس بھی ہمیں دی ہیں جو بڑی ایڈوانس قسم کی ہیں۔ اس کے علاوہ زرعی ترقی اور غربت کے خاتمے کے حوالے سے بھی بات ہوئی ہے۔ ایک بات پاکستان نے بہت اچھی کی ہے کہ فری ٹریڈ ہونی چاہیے۔ یعنی صرف چند ممالک کو تجارتی فائدے نہ ہوں بلکہ تمام دنیا تک یہ تجارتی فوائد پہنچیں۔ امریکہ نے حالیہ مہینوں میں چین کی کچھ کمپنیز اور شخصیات کے اوپر سخت قسم کی تجارتی پابندیاں لگائی ہیں، انڈیا بھی لگا رہا تھا لیکن پاک چین مشترکہ اعلامیہ میں ان ممالک کی سختی سے مخالفت کا عزم کیا گیا جو دوسرے ممالک پر تجارتی پابندیاں لگا رہے ہیں۔ گویا پاکستان نے پہلی مرتبہ بڑے کھلے الفاظ میں امریکہ کو واضح کیا ہے کہ ہم تجارتی جنگ میں چین کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح جنوبی ایشیا کے مسائل کو مل جل کر حل کرنے کا اظہار کیا گیا۔ پھر اقوام متحدہ کے چارٹر، افغان طالبان اور افغان امن معاہدے پر بھی بات ہوئی۔ اس کے علاوہ لداخ میں ہند چین کشیدگی پر بھی بات ہوئی۔ پاکستان نے کہا کہ ہم ہانگ کانگ، تبت اور تائیوان کے معاملات میں چین کی تائید کرتے ہیں۔ پاکستان نے سنکیانگ کے معاملے میں بھی چین کے مؤقف کو درست قرار دیا ہے حالانکہ پاکستان کو سنکیانگ کے مسلمانوں کے حوالے سے بات اُٹھانی چاہیے تھی۔ تاہم اس اعلامیہ پر انڈیا کافی تلملایا ہے کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ وہ اس علاقے کا اہم کھلاڑی ہے لیکن یہ زمینی حقائق اس کی اہمیت کی نفی کر رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: چین نے کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کے مؤقف کی تائید کی ہے اور کہا ہے کہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر حل ہونا چاہیے۔ کشمیر کا مسئلہ پہلے صرف پاکستان اور بھارت کے مابین تھا لیکن بھارت نے دفعہ 370 اور A-35 کو ختم کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے اور اب اس میں چین بھی ایک سٹیک ہولڈر کے طور پر شامل ہو گیا ہے۔ ایک بات ضرور کہوں گا کہ ہمیں دنیوی معاملات پر دین کو ترجیح دینی چاہیے۔ ہمیں اس پر سخت تکلیف ہوئی ہے کہ ہماری حکومت نے سنکیانگ کے مسئلے پر آنکھیں بند کر کے چین کا ساتھ دیا۔ مجھے اس وقت خطے کی صورت حال بگڑتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ بھارتی آرمی چیف کا کہنا ہے کہ اگر چین کے ساتھ مذاکرات کامیاب نہ ہوئے تو دوسرا آپشن جنگ ہو گا۔ جو بھارت جون میں چین سے بری طرح مار کھا رہا تھا اس کا اب اس لہجے میں بات کرنا خطرے کی علامت ہے۔ میری رائے میں امریکہ چاہتا ہے کہ چین کو جنگ میں ملوث کر کے اس کی معاشی ترقی کا راستہ روکا جائے اور سی پیک اور بی آر آئی منصوبوں میں رکاوٹ کھڑی کی جائے۔ اس کے لیے وہ بھارت کو جنگ میں دھکیل سکتا ہے اور ہندو بنیا بنیادی طور پر مکار اور عیار ہوتا ہے لیکن بی جے پی پر ہندوازم کا جنون طاری ہے اِس جنونی کیفیت میں عین ممکن ہے کہ وہ امریکہ کی پشت پناہی میں چین کے ساتھ جنگ کا خطرہ مول لے۔ جبکہ ہنری کسنجر کا کہنا تھا کہ امریکہ اپنے دشمنوں کے بجائے اپنے دوستوں کے لیے زیادہ تباہی و بربادی کا باعث بنتا ہے۔ جنگ میں بھارت کا کتنا نقصان ہوتا ہے امریکہ کو اس کی رتی بھر پرواہ نہیں ہوگی بلکہ وہ صرف امریکی مفاد میں چین کا راستہ روکنا چاہے گا۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

آج کے پُرآشوب اور پُرفتن دور میں جہاں ایک طرف مغرب اور دوسری اسلام دشمن قوتیں اسلاموفوبیا کا شکار ہوکر دین اسلام پر حملہ آور ہورہی ہیں تاکہ مسلمان اپنے مذہب، تہذیب اور تمدن سے برگشتہ ہوکر اغیار کی تہذیب وتمدن کو اپنائیں چنانچہ آئے روز نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی اور قرآنِ کریم کو جلانے اور بے حرمتی کے واقعات، اور مسلمانوں کی عبادگاہوں پر حملے ہو رہے ہیں، وہاں دوسری طرف دینی غیرت وحمیت سے عاری عرب حکمران فلسطین اور کشمیر پر اپنی ذمہ داری کو نہ صرف پس پشت ڈال رہے ہیں بلکہ یہود ونصاریٰ اور ہنود سے دوستی کے معاہدے کر رہے ہیں۔ ایک عرب کہاوت ہے ''جب غیرت زنگ آلود ہوجائے تو تلواریں صرف رقص میں استعمال ہوتی ہیں۔'' بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہ امت مسلمہ اور خاص طور پر اسلام کے مراکز یعنی عرب جب راہ سے بھٹکنے لگیں گے تو ان کو جو عزیمت اٹھانی پڑے گی وہ یہودیوں کے ہاتھوں ہوگی۔ یعنی سب سے فضیلت والی قوم کو اللہ مغضوب قوم یعنی یہودیوں کے ہاتھوں ذلیل ورسوا کریں گے۔ حضور ﷺ کی حدیث ''ویل للعرب'' یعنی عرب کے لیے بہت بڑی ہلاکت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ آج ایک ملعون اور مغضوب قوم کے مقابلے میں 38 کروڑ عرب بے حمیتی، بزدلی، کمزوری اور ذلت کی مثال بنے ہوئے ہیں۔

رہے ایٹمی پاکستان کے حکمران وہ اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے تو فلسطینی بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی آہیں اور سسکیاں کیسے سنیں گے۔ ہمارے حکمران تو چند کروڑ ڈالر کے قرضے پر ڈھیر ہوجاتے ہیں۔ پہلے تو اپنے ملک میں اللہ سے کیا گیا وعدہ ایفا کرے اور اپنے ملک کو صحیح معنوں میں ریاست مدینہ بنائے۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 9 نومبر 2006ء کو 'یوم اقبال' کے موقع پر قرآن آڈیٹوریم لاہور میں علامہ اقبال کی شہرۂ آفاق نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کا اجتماعی مطالعہ کراتے ہوئے اس کی تشریح بیان فرمائی تھی جو قبل ازیں ماہنامہ میثاق اپریل 2008ء میں شائع ہوچکی ہے۔ خصوصی اہمیت کے پیش نظر اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کے تناظر میں قندِ مکرر کے طور پر ندائے خلافت میں شائع کیا جارہا ہے۔

اس نظم میں علامہ اقبال نے شیطان اور اس کے چیلوں کے درمیان مکالمہ پیش کیا ہے۔ شیطان اپنے چیلوں (یہود ونصاریٰ) کو ہدایات دے رہے ہیں کہ دنیا میں چھوٹے اور کمزور ملکوں کو اپنے زیرنگیں کرلو۔ سود پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام اور سودی بینکاری سے دنیا کے معاشی نظام کو جکڑ لو۔ علامہ اقبال نے موجودہ سیاسی نظام کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ قرآن کی رو سے انسان کی حاکمیت شرک ہے۔ آج ہم نے خلافت کا روشن نظام چھوڑ کر مغرب کے جمہوری نظام کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اس نظم میں علامہ نے مشرقِ وسطیٰ میں تیسری عالمی جنگ کی پیشین گوئی کا بھی ذکر کیا ہے۔

ابلیس اور اس کی ذریت چاہتی ہے کہ مسلمان قرآن کے انقلابی اور آفاقی پیغام سے دور رہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو ایسا مردِ مسلمان درکار ہے جو حمیت دینی سے سرشار ہو اور دوبارہ اس چمن دنیا کو توحید کے نغموں سے آباد کرے۔ ایک ایسا مردِ مسلمان جو اسلامی تہذیب کی بقاء، اسلام کو بحیثیت دین اور بطور نظام حیات نافذ کرنے کا عزم صادق رکھتے ہوں۔ اُن کے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کو اپنائیں تاکہ دنیا وآخرت میں سرخرو ہوسکیں۔ (ادارہ)

''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' اور حالاتِ حاضرہ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ہم علامہ اقبال کی شہرۂ آفاق نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ نظم ان کے آخری ایام کی نظموں میں سے ایک ہے اور یہ درحقیقت ان کے عمرانی فکر (social thought) کی معراج ہے۔ اس نظم میں علامہ نے ابلیس کی ایک مجلس شوریٰ کا نقشہ کھینچا ہے، جس میں آج کے تمام حالات کا نقشہ بھی پوری طرح موجود ہے۔ نظم کے ابتدائی اشعار صدر مجلس ابلیس کے افتتاحی خطاب پر مبنی ہیں۔ ابلیس کہتا ہے کہ ؎

یہ عناصر کا پرانا کھیل! یہ دنیائے دوں!
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمناؤں کا خوں!

دُنیا کی حقیقت کیا ہے؟ کیا یہ عناصر (elements) کا مجموعہ ہے؟ اس اعتبار سے دنیا خالص مادہ ہے اور بہت ہلکی اور گھٹیا شے ہے۔ دنیا کے گھٹیا ہونے کا تذکرہ علامہ نے جواب شکوہ میں ان الفاظ میں کیا ہے کہ ؎

غافل آداب سے سکانِ زمیں کیسے ہیں!
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!

ابلیس کہتا ہے کہ جب رب تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنانے کا اعلان کیا تو اس اعلان سے ساکنانِ عرش یعنی فرشتوں کی تمناؤں اور آرزوؤں کا خون ہوگیا' کیونکہ وہ خلافت کے متمنی تھے۔ انہوں نے ربّ العزت کے اعلانِ خلافت کے جواب میں عرض کیا کہ ہم تیری تسبیح اور تقدیس میں لگے ہوئے ہیں اور ہم ہردم حاضر ہیں۔

اقبال بزبان ابلیس دوسرے شعر میں کہتے ہیں کہ ؎

اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف ونوں

خالق کائنات نے اس جہان کو ''کن فیکون'' کے الفاظ کی ادائیگی سے تخلیق کیا تھا' مگر آج وہی خالق اس کی بربادی اور تباہی پر آمادہ ہے۔ اس شعر میں دنیا کی تباہی سے مراد دونوں مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کی ہولناک تباہی آنے والی ہے اور خیر اور شر کی ازل سے شروع ہونے والی جنگ اختتام پذیر ہونے کو ہے۔ اقبال نے اسی کیفیت کو ایک اور مقام پر ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ؎

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مؤمن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

دوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ ابلیس کے خیال میں دنیا میں شرک' الحاد' سود' انسانی حاکمیت' بے حیائی' فحاشی' عریانی اور جہالت پر مبنی جو کھیل تماشا اس (ابلیس) نے جمایا ہے' معلوم ہوتا ہے کہ اب اس کا خاتمہ ہونے کو ہے۔

اگلے اشعار میں ابلیس لاف زنی کرتے ہوئے

اپنے کارناموں کی تفصیل بتا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:

میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں

یعنی میں نے فرنگیوں کو یہ بتایا کہ دنیا کو فتح کرو اور چھوٹے اور کمزور ملکوں کو اپنے زیرنگیں کر لو۔ یہ نظام ایک لمبے عرصے تک چلتا رہا مگر بعد میں میرے چیلوں نے اس کی بہتر صورت ڈھونڈ لی۔ چنانچہ وہ ملکوں کو بزورِ قوت فتح کرنے کی بجائے انہیں نئے مالیاتی استعمار کے تحت لے آئے جو سود پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام (Interest based capitalism) ہے اور اس نظام نے دنیا کو ملٹی نیشنل کمپنیوں' ورلڈ بینک' آئی ایم ایف اور سودی بینکاری کے نظام کے ذریعے اپنے آہنی شکنجوں میں جکڑ لیا ہے۔ یہ طریقہ پہلے طریقوں سے بہتر ثابت ہوا' دُنیا پر حملہ آور ہونے سے شدید خونریزی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں عوام کے اندر ردِعمل' نفرت اور انتقام کے جذبات جنم لیتے ہیں۔ جبکہ ملکوں کو مالیاتی امپیریلزم کے تحت لانے سے ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

دوسرے مصرعے میں ابلیس اس بات پر خوشی کا اظہار کر رہا ہے کہ میں نے دنیا کے اجتماعی نظام سے مسجد' دیر' گرجا اور مندر کو بے دخل کر دیا ہے اور دنیا کو لادینیت کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ سیکولرازم کا اصل و اصول ہی مذہب اور ریاست کی علیحدگی ہے۔ اسے یہ ہرگز گوارا نہیں کہ مذہب کے احکامات اور تعلیمات کو قانون سازی کی بنیاد بنایا جائے۔ ہاں انفرادی سطح پر ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہو' اس کی اشاعت کرے اور عبادت گاہیں تعمیر کرے۔ سیکولر ریاست میں ہندو اور سکھ اپنے ٹمپل اور گوردوارے بنا سکتے ہیں' عیسائی گرجے تعمیر کر سکتے ہیں' مسلمان مسجدیں آباد کر سکتے ہیں' وہاں تمام مذاہب کو کھلی آزادی ہے۔ حکومت کو اس سے غرض نہیں ہوتی کہ کوئی ایک خدا کو پوجتا ہے یا ہزار خداؤں کو۔ کوئی چاہے درختوں' سانپوں' بتوں' آگ' دیوی' دیوتاؤں یا سورج چاند کو خدا مانے' بھجن گائے' گروگرنتھ صاحب کے سامنے ماتھا ٹیکے یا پنج وقتہ نماز پڑھے' کسی کو کوئی اعتراض نہیں' ہر کسی کو کھلی مذہبی آزادی ہے۔ امریکہ میں مسجدیں بنانے' نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے پر کوئی پابندی نہیں' بلکہ ہر سال وائٹ ہاؤس میں مسلمانوں کے لیے افطاری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ میں عید کے موقع پر ڈاک کے یادگاری ٹکٹ بھی جاری کر دیے جاتے ہیں۔ مگر ان ملکوں کا موقف یہ ہے کہ ہم اجتماعی نظام میں کسی مذہب' قانونِ شریعت اور کسی خدائی ہدایت کو داخل نہیں ہونے دیں گے۔

عالمِ کفر اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے' جو اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ چنانچہ اس اندیشے سے کہ کہیں یہ نظام دنیا میں قائم اور نافذ نہ ہو جائے' کفریہ طاقتوں نے باہمی اتحاد کر رکھا ہے۔ اسلام کے خلاف ان کا ایجنڈا ''War within Islam'' ہے' جس کے تحت وہ اسلام کے مذہبی تصور کے حامل عناصر کو ان لوگوں کے ساتھ ٹکرا دینا چاہتے ہیں جو اسلام کو دین یا بحیثیت نظامِ حیات مانتے ہیں۔ سیکولرازم اجتماعی نظام سے اللہ تعالیٰ کو بے دخل کرنے کا نام ہے۔ افسوس کہ یہ نظام آج پوری دنیا کو اپنی گرفت میں لے چکا ہے۔ ماضی میں انسان کی سب سے بڑی گمراہی یہ تھی کہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ خود ساختہ چھوٹے خداؤں کو شریک ٹھہراتا تھا۔ مشرکین عرب بھی بڑا خدا تو اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے خداؤں کی بھی پرستش کرتے تھے۔

دورِ حاضر میں یہ شرک اپنی ہیئت بدل چکا ہے اور اب اس کی حقیقت یہ ہے کہ ذاتی حیثیت میں جسے چاہو بڑا ربّ مانو' مگر ریاست کے سیاسی' سماجی اور معاشی نظام (Socio Politico Economic System) میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ نہیں ہوگی' بلکہ حاکمیت اعلیٰ کا اختیار عوام کا ہوگا۔ گویا عوام کے نمائندے چھوٹے چھوٹے ''خدا'' بن کر یہ نظام چلائیں گے۔ اس مقصد کے لیے انتخابات ہوں گے اور اس کے نتیجے میں جو پارلیمنٹ وجود میں آئے گی وہ اکثریت کے ساتھ جیسا چاہے قانون بنا دے۔ اُسے اختیار ہے کہ وہ شراب کی اجازت دے دے یا اس پر پابندی لگا دے۔ اگر وہ پابندی لگاتی بھی ہے تو یہ پابندی اس وجہ سے نہیں ہوگی کہ مذہب اسے حرام قرار دیتا ہے' بلکہ اس لیے ہوگی کہ لوگوں کا فائدہ اس میں ہے۔ پارلیمنٹ چاہے تو ہم جنس پرستوں کی شادیوں کی اجازت دے دے' اُسے اختیار ہے' اور یہی آج کل ''روشن خیالی'' کا تقاضا بھی سمجھا جا رہا ہے۔ امریکی صدر بُش جو اس وقت ابلیسیت اور دجالیت کا سب سے بڑا علمبردار ہے اُس کا نعرہ بھی یہی ہے کہ Sovereignty belongs to us اور We are sovereign یعنی حاکمیت ہمارا حق ہے اور ہم حاکم ہیں۔ یہ ہے آج کے سیکولرازم اور روشن خیالی کا اصل چہرہ۔ ابلیس مزید کہتا ہے:

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں!
کون کر سکتا ہے اُس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو ابلیس کا سوزِ دروں

ہم نے دنیا کے کمزور طبقات یعنی کسان' ہاری' مزدور اور ناداروں کو یہ چکمہ دیا کہ تم جو تنگ دست ہو' محرومیوں کا شکار ہو' تمہیں آسائشیں میسر نہیں یا تم ظلم کی چکی میں پس رہے ہو' یہ اب تمہاری قسمت اور تمہارا مقدر ہے۔ ہم نے یہ سب کچھ اس لیے سکھایا تا کہ نادار اور غریب طبقات ہمارے ابلیسی نظام کے خلاف کسی بغاوت پر آمادہ نہ ہو جائیں اور کوئی تحریک نہ چلا دیں۔ دوسرے مصرعے میں کہا کہ میں نے سرمایہ داروں' جاگیرداروں اور دولت مندوں کو یہ پٹی پڑھائی کہ کہیں پاگل پن میں اپنی دولت کو ضرورت مندوں میں خرچ نہ کر دینا' بلکہ اسے جمع کرو' سنبھال کر رکھو' تا کہ تمہارے پاس دولت کے انبار لگ جائیں۔ ابلیس نے ان کے دل و دماغ میں جو یہ آگ بھڑکائی ہے اسے کون ٹھنڈا کر سکتا ہے؟

اگلے شعر میں ابلیس اپنے ابلیسی نظام کے استحکام اور دوام کے بارے میں یقین و اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی بھی ہمارے نظام کا بال بیکا نہیں کر سکتا:

جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اس نخلِ کہن کو سرنگوں

ابلیس تحدی کے انداز میں کہتا ہے کہ دنیا میں کون سی طاقت اور قوت ہے جو ہمارے اس کھیل کو گزند پہنچا سکے' کون ہے جو ہمارے نظام کو چیلنج کر سکے؟ یہی انداز موجودہ دور میں امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کا ہے' جس نے افغانستان اور عراق پر حملے کے وقت نعرہ لگایا تھا کہ ''فتح ہمارا مقدر ہے''۔ یعنی کون ہے جو ہمیں للکار سکے' ہمارے نظام کے الٹ چل سکے؟ دیکھ لو' ہم نے اپنے باغی صدام حسین کو اس کی بغاوت کی پاداش میں پھانسی دے دی' لہٰذا جو بھی ہمارے حکم کی سرتابی کرے گا ہم اُسے پتھر کے زمانے میں پہنچا کر دم لیں گے۔ افغانستان میں طالبان کے برسرِاقتدار آنے سے شرعی قوانین کے نفاذ کا کچھ امکان پیدا ہوا تھا' تو پوری دنیائے کفر نے مل کر اسے ختم کر کے دم لیا۔ اس شعر پر ابلیس کا افتتاحی صدارتی خطاب ختم ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

اہل عرب کی غیرت وحمیت

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

عرب کے یہ بادیہ نشین دیگر صفات حمیدہ سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ غیرت کے جذبہ سے بھی سرشار تھے یہ اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کے لیے خون کے دریا بہا دینا اور کشتوں کے پشتے لگا دینا اپنا اہم ترین فریضہ سمجھتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کی ناموس کی طرف بری نگاہ سے دیکھ سکے اور وہ اسے خاموشی سے برداشت کرلیں اسی جذبہ سے سرشار ہونے کے باعث وہ اپنے نسب کی حفاظت کیا کرتے تھے اور اپنے شجرۂ نسب کو یاد رکھا کرتے تھے اور ہر وہ شخص جس میں شرافت وفضیلت کا ادنیٰ سا بھی حصہ پایا جاتا ہو۔ وہ لازمی طور پر غیرت مند ہوتا ہے۔ اور وہ قوم جو شجاعت سخاوت، اور پاس عہد میں اس بلند درجہ پر فائز تھی وہ بھلا اپنی عصمت، ناموس کی حفاظت میں کیونکر سہل پسندی کا مظاہرہ کرسکتی تھی۔ ان کی بڑی بڑی جنگوں کے پس منظر میں اکثر اسی قسم کے واقعات ہوا کرتے تھے۔ کسی بڑے سے بڑے سردار نے اگر کسی شخص کی ماں کو کوئی ایسی خدمت بجا لانے کا حکم دیا جو اس کے مرتبہ سے فروتر ہوتی تو وہ خاتون اس تذلیل پر آتش زیر پا ہو جاتی اور اپنے خاوند، بھائیوں فرزندوں کو للکارتی۔ ایک عورت کی للکار پر سینکڑوں تلواریں بے نیام ہو جاتیں اور آن واحد میں خون کے دریا بہنے لگتے ان کا جذبہ غیرت بھی ان کی شجاعت اور ان کی مروت کا ایک مظہر تھا۔ وہ قوم بزدل ہو جایا کرتی ہے جس میں مروت کا جذبہ موت کی نیند سو جایا کرتا ہے۔ وہاں غیرت بھی دم توڑ دیتی ہے جو چاہے ان کی عصمتوں کے ساتھ کھیلا کرے جو چاہے ان کی بچیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنائے۔ غیرت کی بجھی ہوئی اس راکھ میں کوئی چنگاری ایسی نہیں ہوتی جو چیخے اور اس رسوائی پر شعلہ جوالہ بن کر ٹوٹے۔ اور قوم کے گوہر عصمت کو لوٹنے والوں کو جلا کر خاک سیاہ بنا دے۔

اس لیے ان کے شرفاء اور نجباء اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے ایسی بیویوں کا انتخاب کیا کرتے تھے جن کا دامن عصمت فسق وفجور کے بدنما داغوں سے پاک صاف ہوتا۔ وہ ظاہری حسن وجمال پر اس امر کو ترجیح دیتے کہ وہ خاتون جس نے ان کی اولاد کی ماں بننا ہے یا ان کی ہونے والی بہو، رنگ وروپ میں اگر کسی سے کم ہو تو ہو لیکن شرافت اور عفت میں اس کا معیار بہت ہی بلند ہونا چاہیے۔

اکیم بن صیفی جو عہد جاہلیت کے حکماء اور دانشوروں میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھا جس کی دانائی اور عقلمندی سے متاثر ہو کر کسریٰ نوشیرواں نے یہ کہا تھا۔ ''لَوْلَمْ يَكُنْ لِلْعَرَبِ غَيْرُهُ لَكَفَى'' ''اگر اہل عرب میں اس کے بغیر کوئی اور مرد دانا نہ ہوتا تو یہ ایک بھی ان کے لیے کافی تھا'' اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ لَا يَحْمِلَنَّكُمْ جَمَالُ النِّسَاءِ عَنْ صَرَاحَةِ النَّسَبِ فَإِنَّ الْمَنَاكِحَ اللَّئِيمَةَ مُدْرِجَةٌ لِلشَّرَفِ

''اے میرے بیٹو! عورتوں کا ظاہری حسن وجمال تمہیں نسب کی پاکیزگی سے غافل نہ کردے کیونکہ کمینہ صفت اور بدکردار بیویاں خاندانی شرف کو خاک میں ملا دیتی ہیں۔''

ابوالاسود الدؤلی نے اپنے بیٹوں کو کہا:

قَدْ أَحْسَنْتُ إِلَيْكُمْ صِغَارًا وَكِبَارًا وَقَبْلَ أَنْ تُوْلَدُوْا. قَالُوْا كَيْفَ أَحْسَنْتَ إِلَيْنَا قَبْلَ أَنْ نُوْلَدَ؟ قَالَ إِخْتَرْتُ لَكُمْ مِنَ الْأُمَّهَاتِ مَنْ لَا تُسَبُّوْنَ بِهَا

''میں نے تم پر احسان کیا جب تم چھوٹے تھے اور جب تم بڑے ہوئے اور اس سے پہلے بھی کہ تم پیدا ہوتے۔

انہوں نے پوچھا کہ ہماری پیدائش سے پہلے آپ نے ہم پر کیا احسان کیا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے تمہارے لیے ایسی پاک دامن مائیں چنی ہیں جن کی وجہ سے تمہیں کوئی گالی نہیں نکال سکتا۔''

الریاشی ایک عرب شاعر اپنے بچے کو کہتا ہے۔

فَأَوَّلُ إِحْسَانِي إِلَيْكُمْ تَخَيُّرِي
لِمَاجِدَةِ الْعِرَاقِ بَادٍ عَفَافُهَا

''پس میرا پہلا احسان تم پر یہ ہے کہ میں نے تمہارے لیے ایسی ماں پسند کی جو عراق میں مجد و شرف کی مالک تھی اور اس کی پاک دامنی ظاہر تھی۔''

رشتہ ازدواج کی اہمیت کے پیش نظر زمانہ جاہلیت کی زیرک مائیں اپنی بچیوں کی شادی کے بعد انہیں رخصت کرتے وقت جو پند ونصائح کرتی تھیں انہیں پڑھ کر ان کی ذہانت وفراست پر حیرت ہوتی ہے آج جب کہ علم نفسیات اپنے عروج پر ہے اور اس کے ماہرین، نفسیات انسانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف لوگوں کو مختلف حالات سے عہدہ برآمد ہونے کے لیے بڑے قیمتی مشورے اور زریں ہدایات دیا کرتے ہیں۔ میں ایک عرب ماں کی نصیحت آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو اس نے اپنی بچی کی شادی کے موقع پر اسے رخصت کرتے ہوئے کی۔ آپ اسے غور سے پڑھیں۔ ازدواجی زندگی کے نازک ترین مسائل کے بارے میں ایک بدو عورت کی دقت نظر کو دیکھ کر آپ یقیناً ششدر ہو کر رہ جائیں گے۔ اس کے ذکر میں طوالت ضرور ہے۔ لیکن اس کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر یہ طوالت ہرگز گراں نہیں گزرے گی۔ موجودہ دور کی مائیں اس میں ایسا قیمتی مواد پائیں گی جس سے وہ اپنی بچیوں کے مستقبل کو درخشاں بنا سکتی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں میاں بیوی کے تعلقات کی کشیدگی کی شکایت عام ہے لیکن اگر ان ہدایات پر عمل کیا جائے تو اس کشیدگی اور بیگانگی کو محبت والفت میں بآسانی بدلا جا سکتا ہے۔

عوف بن محلم، ایک عرب سردار تھا ریاست کندہ کے بادشاہ، حارث بن عمرو نے اس کی لڑکی کی بہت تعریف سنی۔ اس نے ایک دانا اور تجربہ کار عصام نامی عورت کو عوف کی بچی کو دیکھنے کے لیے بھیجا۔ عصام نے واپس آکر اس بچی کا سراپا جس انداز سے بیان کیا اور اس کے خصائل و شمائل کا جامع تذکرہ کیا، وہ بھی عرب ادب کا ایک شاہکار ہے۔ رشتہ طے ہو گیا۔ رسم نکاح کے بعد ماں نے اپنی لخت جگر کو رخصت کرتے وقت جو نصیحت کی اس کا متن مع ترجمہ آپ کی وجہ کے لیے پیش خدمت ہے۔

أَيْ بُنَيَّةُ

''اے میری پیاری بچی!''

إِنَّ الْوَصِيَّةَ لَوْ تُرِكَتْ بِفَضْلِ أَدَبٍ تُرِكَتْ لِذٰلِكَ مِنْكِ

''اگر وصیت کو اس لیے ترک کر دینا روا ہوتا کہ جس کو وصیت کی جارہی ہے وہ خود عقلمند اور زیرک ہے

تو میں تجھے وصیت نہ کرتی۔''

وَلٰكِنَّهَا تَذْكِرَةٌ لِلْغَافِلِ وَمَعُوْنَةٌ لِلْعَاقِلِ

''لیکن وصیت غافل کے لیے یادداشت اور عقلمند کے لیے ایک ضرورت ہے۔''

وَلَوْ اَنَّ اِمْرَءَةً اِسْتَغْنَتْ عَنِ الزَّوْجِ لِغِنٰی اَبَوَيْهَا وَشِدَّةِ حَاجَتِهِمَا اِلَيْهَا كُنْتِ اَغْنَى النَّاسِ عَنْهُ۔

''اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے اس لیے مستغنی ہو سکتی کہ اس کے والدین بڑے دولتمند ہیں اور وہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں تو تُو سب سے زیادہ اس بات کی مستحق تھی کہ اپنے خاوند سے مستغنی ہو جائے۔''

وَلٰكِنَّ النِّسَاءَ لِلرِّجَالِ خُلِقْنَ وَلَهُنَّ خُلِقَ الرِّجَالُ

''لیکن حقیقت یہ ہے کہ عورتیں مردوں کے لیے پیدا کی گئی ہیں اور مرد عورتوں کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔''

اَیْ بُنَيَّةُ اِنَّكِ فَارَقْتِ الْجَوَّ الَّذِیْ خَرَجْتِ

''اے میری نورِنظر! آج تو اس فضا کو الوداع کہہ رہی ہے جس میں تو پیدا ہوئی۔''

وَخَلَّفْتِ الْعُشَّ الَّذِیْ فِيْهِ دَرَجْتِ

''آج تو اس نشیمن کو پیچھے چھوڑ رہی ہے جس میں تو نے نشوونما پائی۔''

اِلٰی وَكْرٍ لَمْ تَعْرِفِيْهِ

''ایک ایسے آشیانے کی طرف جارہی ہے جسے تو نہیں جانتی۔''

وَقَرِيْنٍ لَمْ تَاْلِفِيْهِ

''اور ایک ایسے ساتھی کی طرف کوچ کر رہی ہے جس کو تو نہیں پہچانتی۔''

فَاَصْبَحَ بِمِلْكِهٖ عَلَيْكِ رَقِيْبًا وَمَلِيْكًا

''پس وہ تجھے اپنے نکاح میں لینے سے تیرا نگہبان اور مالک بن گیا ہے۔''

فَكُوْنِیْ لَهٗ اَمَةً يَّكُنْ لَكِ عَبْدًا وَشِيْكًا

''تو اس کے لیے فرمانبردار کنیز بن جا، وہ تیرا وفادار غلام بن جائے گا۔''

يَابُنَيَّةُ! اِحْمِلِیْ عَنِّیْ عَشْرَ خِصَالٍ يَّكُنَّ لَكِ ذُخْرًا وَّذِكْرًا

''اے میری لختِ جگر! اپنی ماں سے دس باتیں یاد کر لے یہ تیرے لیے قیمتی سرمایہ اور مفید یادداشت ثابت ہوں گی۔''

اَلصُّحْبَةُ بِالْقَنَاعَةِ وَالْمُعَاشَرَةُ بِحُسْنِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

''سنگت قناعت سے دائمی بنے گی اور باہمی میل جول اس کی بات سننے اور اس کا حکم بجالانے سے پُرمسرت ہوگا۔''

وَالتَّعَهُّدُ لِمَوْقِعِ عَيْنَيْهِ وَالتَّفَقُّدُ لِمَوْضِعِ اَنْفِهٖ فَلَا تَقَعُ عَيْنَاهُ مِنْكِ عَلٰی قَبِيْحٍ وَلَا يَشُمُّ مِنْكِ اِلَّا اَطْيَبَ رِيْحٍ

''جہاں جہاں اس کی نگاہ پڑتی ہے ان جگہوں کا خاص خیال رکھ اور جہاں جہاں اس کی ناک سونگھ سکتی ہے اس کے بارے میں محتاط رہ تاکہ اس کی نگاہ تیرے جسم اور لباس کے کسی ایسے حصہ پر نہ پڑے جو بدنما اور غلیظ ہو۔ اور تجھ سے اسے بدبو نہ آئے بلکہ خوشبو سونگھے۔ اس بات کا خاص خیال رکھنا۔''

وَالْكُحْلُ اَحْسَنُ الْحُسْنِ وَالْمَاءُ اَطْيَبُ الطِّيْبِ الْمَفْقُوْدِ

''سرمہ حسن کی افزائش کا بہترین ذریعہ ہے اور پانی گمشدہ خوشبو سے بہت زیادہ پاکیزہ ہے۔''

وَالتَّعَهُّدُ لِوَقْتِ طَعَامِهٖ وَالْهُدُوْءُ عَنْهُ حِيْنَ مَنَامِهٖ فَاِنَّ حَرَارَةَ الْجُوْعِ مَلْهَبَةٌ

''اس کے کھانے کے وقت کا خاص خیال رکھنا اور جب وہ سوئے اس کے آرام میں مخل نہ ہونا کیونکہ بھوک کی حرارت شعلہ بن جایا کرتی ہے۔ اور نیند میں خلل اندازی بغض کا باعث بن جاتی ہے۔''

وَتَنْغِيْصُ النَّوْمِ مَبْغَضَةٌ وَالْاِحْتِفَاظُ بِبَيْتِهٖ وَمَالِهٖ وَالْاِرْعَاءُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَحَشَمِهٖ وَعِيَالِهٖ

''اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرنا اس کی ذات کی اس کے نوکروں کی اور اس کے عیال کی ہر طرح خبرگیری کرنا۔''

وَلَا تُفْشِیْ لَهٗ سِرًّا وَّلَا تَعْصِیْ لَهٗ اَمْرًا

فَاِنَّكِ اِنْ اَفْشَيْتِ سِرَّهٗ لَا تَاْمَنِیْ غَدْرَهٗ وَاِنْ عَصَيْتِ اَمْرَهٗ اَوْغَرْتِ صَدْرَهٗ

''اس کے راز کو افشا مت کرنا۔ اس کی نافرمانی مت کرنا اگر تو اس کے راز کو فاش کردے گی تو اس کے غدر سے محفوظ نہیں رہ سکے گی اور اگر تو اس کے حکم کی نافرمانی کرے گی تو اس کے سینہ میں تیرے بارے میں غیظ وغضب بھر جائے گا۔''

اِتَّقِیْ مَعَ ذٰلِكِ الْفَرَحَ اِنْ كَانَ طَرِحًا وَالْاِكْتِئَابَ عِنْدَهٗ اِنْ كَانَ فَرِحًا فَاِنَّ الْخَصْلَةَ الْاُوْلٰی مِنَ التَّقْصِيْرِ وَالثَّانِيَةَ مِنَ التَّكْدِيْرِ

''جب وہ غمزدہ اور افسردہ ہو تو خوشی کے اظہار سے اجتناب کرنا اور جب وہ شاداں و فرحاں ہو تو اس کے سامنے منہ بسور کر مت بیٹھنا۔ پہلی خصلت آدابِ زوجیت کی ادائیگی میں کوتاہی ہے اور دوسری خصلت دل کو مکدر کر دینے والی ہے۔''

وَكُوْنِیْ اَشَدَّ مَا تَكُوْنِيْنَ لَهٗ اِعْظَامًا يَكُنْ اَشَدَّ مَا يَكُوْنُ لَكِ اِكْرَامًا

''جتنا تم سے ہو سکے اس کی تعظیم بجالانا وہ اسی قدر تمہارا احترام کرے گا۔''

وَاَشَدَّ مَا تَكُوْنِيْنَ لَهٗ مُوَافَقَةً اَطْوَلَ مَا تَكُوْنِيْنَ لَهٗ مُرَافَقَةً

''جس قدر تم اس کی ہمنوا ہو گی اتنی قدر ہی وہ تمہیں اپنا رفیقِ حیات بنائے رکھے گا۔''

وَاعْلَمِیْ اَنَّكِ لَا تَصِلِيْنَ اِلٰی مَا تُحِبِّيْنَ تُؤْثِرِیْ رِضَاهُ عَلٰی رِضَاكِ وَهَوَاهُ عَلٰی هَوَاكِ فِيْمَا اَحْبَبْتِ وَكَرِهْتِ

''اچھی طرح جان لو تم جس چیز کو پسند کرتی ہو اسے نہیں پاسکتی جب تک تم اس کی رضا کو اپنی رضا پر اور اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دو خواہ وہ بات تمہیں پسند ہو یا ناپسند۔''

وَاللّٰهُ يُخَيِّرُ لَكِ

''اے بیٹی! اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے۔''

چنانچہ وہ بچی رخصت ہو کر اپنے شوہر کے پاس آئی اپنی ماں کی ان زریں نصائح کو اس نے اپنا حرزِ جاں بنائے رکھا اور اس نے عزت اور آرام کی قابلِ رشک زندگی گزاری اور اس کی نسل سے یمن کے سات بادشاہ تولد ہوئے۔

کتنی برساتوں کے بعد......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد' کا بہت تذکرہ رہا۔ بادلوں نے شاید یہ پراجیکٹ اب اپنے ذمے لے لیا۔ کراچی کے ہدفی قتل کی دہائیوں کا بدلہ چکانے کا۔ سو اب کراچی سیلابوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ نوے سال میں بارش کے سارے ریکارڈ ٹوٹ گئے' غرق ہو گئے (جیسے قتل کے ریکارڈ ٹوٹے تھے۔ ستر افراد قتل کرنے والے ایک ایک ہدفی قاتل)۔ سارے انڈر پاس غرقاب' آسمانی بجلی کے کڑکے مزید۔ کرنٹ لگ لگ' دیواریں گرنے' گھروں میں پانی بھرنے' نشیبی علاقوں کے زیر آب آنے سے مسلسل انسانی جانوں کا اتلاف۔ بارشوں کا چھٹا ناگہانی طوفانی تھپیڑا۔ محکمہ موسمیات کے تمام اندازے' پیشین گوئیاں الٹ گئیں۔ گاڑیوں' کنٹینروں کا شہر' کشتیوں کا شہر بن گیا۔ ناگہانیوں کی تیاری کا تو قومی مزاج نہیں۔ کھالے پی لے جی لے کے تحت بادل دیکھ کر برکھارت کے راگ الاپنے اور برساتی پکوانوں کی تیاری ہی سیکھی ہے کالی سکرینوں سے۔ صرف کراچی نہیں اندرونِ سندھ اسی آفت کی لپیٹ میں ہے۔

چترال میں گلیشیئر پھٹا' پل گرا' بھارت کی کرم نوازی کے سیلابی ریلے پنجاب میں علاقے' فصلیں چاٹ جانے کو امڈ رہے ہیں۔ عموی دو تین ہزار فٹ کی بلندی سے برسنے والے بادل پینتیس چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر جم کر کھڑے کراچی میں خون کے دھبے یک مشت دھونے کو تلے کھڑے ہیں۔ امریکہ بھی سمندری طوفانوں کی لپیٹ میں ہے۔ (کیلی فورنیا کی آگ کے عذابی تھپیڑوں کے بعد)۔ سو طوفانِ باد و باراں نے فرنٹ لائن اتحادی کو رشکِ امریکہ بنا دیا۔ پہلے دنیا نے کورونا کے ہاتھوں سائنس وٹیکنالوجی کے بامِ عروج پر ہونے کے باوجود اپنی بے بسی کا ذائقہ چکھا۔ اب موسمی تباہ کاری میں تنکے بنے بہہ رہے ہیں۔ پاکستان گزشتہ دو دہائیوں میں ملک کے طول و عرض میں خونِ ناحق کا شکار رہا ہے امریکی جنگ کے ہاتھوں۔ کراچی میں ہدفی قتل' بھتہ خوری' اغوا کاریاں' ٹارچر سیل' اخلاقی بگاڑ سبھی میں حد شکنی کی انتہا ہوتی رہی۔ ہدفی قتل تو خاص امریکی ہتھیار ہے جسے اس نے ویت نام میں ڈٹ کر استعمال کیا اور چالیس ہزار قتل ہوئے۔

70ء کی دہائی کا پھلتا پھولتا منی پاکستان معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا مقام رکھتا تھا۔ بتدریج سیاسی مفادات کی اسیری' مدبر حکمرانی سے عاری مافیاز کی طرز پر شہر کنٹرول کرنے والوں نے شہر کا نقشہ بدل دیا۔ لینڈ مافیا' ڈرگ مافیا' اسلحہ ڈیلروں کے ہاتھوں رہی سہی کسر نکل گئی۔ ظلم و جبر نے نہایت قیمتی جانوں کا تاوان وصول کیا۔ یہی کہانی کم وبیش جابجا دہرائی گئی۔

آج ملک کھوکھلا پڑا ہوا ہے۔ اس حمام میں سبھی یکساں کردار کے حامل ہیں۔ پہلا پتھر وہ مارے جو خود پاک ہو' کا عیسوی اصول لاگو ہو تو پارسائی کے دعوے داروں کی بھیڑ چھٹ جائے۔ ڈیزاسٹر مینجمنٹ صرف ایک بھاری بھرکم نام ہے جو خود اسم بامسمّی ڈیزاسٹر ہے! ان سارے عذابی تھپیڑوں میں' کورونا تا موسمیاتی بلائیں' رجوع الی اللہ' احساسِ گناہ' خود احتسابی کا نام ونشان کہیں نہیں۔ طوفان تھمتا ہے تو بتایا گیا کہ لوگ بازار کی طرف لپکتے ہیں کہ کچھ کھا پی آئیں' موسمی سوغاتیں لے آئیں' یہ جنم جنم کی بھوک' چسکوڑی' فوڈ سٹریٹیں' کھانے پینے کی اشتہا انگیز اشتہار بازی پر پلی قوم ہے جو اللہ سے خوفناک حد تک بے نیاز و بے بہرہ بیٹھی ہے۔ کہاں نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ کہ ذرا موسم بے ترتیب ہوا نہیں' کڑک یا طوفان کے آثار نمودار ہوئے نہیں اور آپ مسجد کی طرف لپکے' سربسجود ہوئے' دعائیں کرنا' گڑگڑانا' استغفار کرنا سکھایا۔ لیکن کیا کیجیے کہ آج ہم ان تعلیمی ناخداؤں کے نرغے میں ہیں جو ایک ٹاک شو میں تڑپ تڑپ کر کہہ رہے تھے ''بچوں پر (کلیتاً بے دین) یکساں تعلیمی نصاب کے تحت اسلامیات میں اتنا مذہبی مواد کیوں ڈال دیا! ڈاکٹر پرویز ہود بھائی نے کہا: بچوں کو قرآنی آیات اور ترجمہ یاد کرنا ہوگا۔ کھانے سے پہلے' کھانے کے دوران' کھانے کے بعد' سیڑھی چڑھنے اترنے کی دعائیں یاد کروائی جائیں گی!'' (وہ تو رو دینے کو تھے قوم کے بچوں کے غم میں) کہتے تھے: مدارس کا مقصد زندگی بعد موت کے لیے تیار کرنا ہے۔ جدید تعلیم ہمیں اس دنیا کے لیے تیار کرتی ہے۔ (دینی تعلیم کے صدقے مسلمان بعثت نبویؐ کے سو سال کے اندر تین براعظموں پر چھا گئے؟ 1924ء تک دنیا میں شریعت حکمران رہی۔ آپ کے ممدوحین نے بمشکل تمام خلافت توڑی؟ اور پھر آپ جیسوں سے مسلم دنیا بھر گئی!

ڈاکٹر عائشہ رزاق اس غم میں چیخ چلا رہی تھیں کہ بچوں کو یہ تعلیم دینی کس درجے غلط ہے کہ 'میں دنیا میں سب سے بہتر ہوں کیونکہ میں مسلمان ہوں' میں پاکستانی ہوں!'' کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا! یہ عالمی مقام ماہرین تعلیم کے دل کی بھڑاس ہے کہ بسم اللہ' سبحان اللہ' الحمدللہ' اللہ اکبر یاد کرنے سے ان کے بچوں کے دماغوں کی دہی بن جائے گی؟ مدارس کا مقصد زندگی بعد موت کی تیاری ہے تو ان عمر رسیدگان کو تو کورونا اور ناگہانیوں کے اس دور میں بدرجۂ اولیٰ مدارس میں داخلہ دلانے کے انتظام لازم ہے! ان معترضین کا یہ بھی کہنا تھا کہ بچوں کو حدیث عربی میں کیوں پڑھائی جائے کیا ہم سعودی عرب میں رہتے ہیں؟ 73 سال سے تو ہم پاکستان نہیں برطانیہ' امریکہ میں رہ رہے تھے سو اس پروگرام کی بھی غالب زبان انگریزی تھی!) کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ (بقول ہود بھائی) جدید تعلیم دنیا کے لیے کیسا تیار کرتی ہے؟

جدید تعلیم کی تربیت (جس میں آخرت کی جھلک رمق تک نہ تھی) کی اذیت ناک داستانیں میڈیا پر چلیں۔ لاہور کے پوش تعلیمی اداروں میں لڑکیوں کی زندگیاں رگیدی گئیں۔ اب یہ کراچی میں ڈاکٹر ماہا شاہ کی خودکشی (27 اگست ڈان) مزید ہے۔ جدید تعلیم یافتہ لڑکے سے چار سالہ دوستی میں کوکین و دیگر منشیات کا عادی بنانے کے ساتھ تذلیل' زدوکوب اور مجرمانہ حملے تک بات پہنچی۔ اس کی دادرسی کے نام پر ایک اور ساتھی ڈاکٹر نے کوکین' منشیات دے کر لٹی عزت کی باقی کسر پوری کی جس پر خاتون نے خودکشی کر لی۔ یہ سب آخرت سے لاعلم' بے بہرہ جدید اعلیٰ تعلیم یافتگان تھے۔ دونوں دنیاؤں کی تباہی کا یقینی پیکج! ان کے دماغوں پر مدارس کی تعلیم کا 'خوفناک' بوجھ نہیں ڈالا گیا تھا۔ نہ ہی یہ اس وہم میں مبتلا تھے کہ مسلمان اعلیٰ و برتر ہوتا ہے (سو آرام سے اسفل سافلین ہو رہے۔) کمال تو یہ ہے کہ یکساں قومی نصاب کے حوالے سے قبل ازیں' اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین قبلہ ایاز نے بھی اپنے تبصرے میں فرمایا: 'ہم جہاد' محمود غزنوی اور

صلاح الدین ایوبیؒ کے ذکر کو نصاب سے خارج کر دیں گے۔ ہم نے تاریخ میں ایاز کی محمود سے دیوانہ وار محبت دیکھی تھی۔ جدید تعلیم نے جدید ایاز کو محمود اور جہاد دونوں سے بیگانہ اور خوفزدہ کر دیا! عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات۔ شکر ہے اقبال جا چکے! ورنہ ان کے نصابوں میں تو لکھا تھا:

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق — جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست — زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کر لے!

اور عورت کو ڈاکٹر ماہا کے افسوسناک' المناک انجام سے بچانے اور عالی نسب قوم کی تیاری کا نسخہ بتایا تھا:

بتولےؓ باش و پنہاں شو دراں عصر — کہ در آغوش شبیرےؓ بگیری!

اسی بے خدا جدید تعلیم کے ہاتھوں پوری امت قحط الرجال بھرے لق و دق صحرا میں ماری ماری پھر رہی ہے۔

انسانم آرزو ست! قافلہ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں!

ایم بی ایس' ایم بی زیڈ' السیسی' اشرف غنیوں جیسے کردار ہر جا بشمول ملک خداداد پاکستان۔ طوفان کیوں نہ برسیں' کورونا کیوں نہ گھیریں۔ تم نے اللہ کو بھلا دیا' اللہ نے تمہیں تمہاری شناخت سے بے گانہ کر دیا' اپنا آپ بھلا دیا۔ دیوانے' پاگل ہو گئے۔ انسانیت سے عاری' کیا عوام کیا حکمران' نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی۔ لاہور ملت پارک بارے رپورٹ اور تصویر تھی کہ بے جہت نوجوان گینگ بنائے دندناتے پھرتے ہیں۔ فائرنگ' غنڈہ گردی سے علاقہ غیر بن گیا۔ 73 سالوں سے نسل در نسل یہ جدید تعلیم ہی کے گندے انڈے ہیں جنہیں قرآن' حدیث کی ہوا نہیں لگنے دی گئی۔ آج اگر منافق سردار عبداللہ بن اُبی کو اٹھ آنے کی اجازت مل جائے تو مسلمانوں کا حال دیکھ کر مارے شاک کے وہیں مر جائے۔ یہ پوچھتے ہوئے کہ میں منافقِ اعظم تھا؟ مجھ پر فردِ جرم قرآن میں عائد کر کے نبی ﷺ کی 70 مرتبہ استغفار بھی اللہ نے لاحاصل قرار دی۔ کفن میں کرتۂ رسول ﷺ بھی مجھے نہ بچا سکا۔ جبکہ میں پانچ وقت محمد ﷺ کے پیچھے مسجد نبویؐ کا نمازی تھا۔ زکوٰۃ بھی دیتا (مارے بندھے) جہاد میں بھی گیا! اس کے باوجود جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہمارا مقدر ٹھہرا۔ یہود و مشرکین سے تعلق اور ساز باز پر میں راندۂ درگاہ ہو گیا۔ مگر آج انہیں کوئی اُف نہیں کہتا؟ کیا زبردست کھلی چھٹی ہے نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے؟ مغضوب و ضالین' مشرکین سے ڈٹ کر دوستی؟ اللہ' رسول' نماز' قرآن مسجد سے باغی کفر پر مرتے مٹتے ہجوم در ہجوم؟ کیا جواب ہے ان سوالوں کا!

and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contended people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice."*

In his address to the Karachi Bar Association on 25 January 1948 Jinnah said, *"There are people who want to create mischief and make the propaganda that we will scrap the Shariat Law. Islamic principles have no parallel. Today they are as applicable in actual life as they were 1300 years ago."*

The secular and liberal elements who still insist that the raison d'être for creating Pakistan was only political and economic and not religious or ideological are not only calling Jinnah a hypocrite, but totally oblivious to the truth. They sound like a broken record, given all the changes occurring around the globe right before their own eyes. Secularism and liberalism are now on a ventilator and soon to be dead and buried. Should that not be a wake-up call for us all to embrace the Truth and quit twisting facts and fabricating opinions?

Complied by: The Nida-e-Khilafat Team

Note: *This tract has been adapted from a letter of rebuttal written by Tanzeem-e-Islami to daily DAWN on 13 July 2020 in response to the opinion piece "Jinnah`s Pakistan needed" by Mr. Tariq Khosa, published on 4 July 2020 in the DAWN Newspaper.*

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ ماڈل ٹاؤن، لاہور کے ملتزم رفیق قاری محمد جاوید کے والد وفات پا گئے۔
☆ ماڈل ٹاؤن، لاہور کے رفیق عبدالمتین مجاہد کے ماموں وفات پا گئے۔
☆ حلقہ ملاکنڈ کے ناظم دعوت حضرت نبی محسن کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0306-3623912

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر ملک فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم بی ایس انگلش لٹریچر، قد 5.3، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-6713550

☆ رفیق تنظیم اسلامی، گوجرانوالہ سے تعلق، عمر 45 سال، تعلیم ایم ایس سی ٹیلی کمیونیکیشن، بطور انجینئر فرانس میں جاب، مذہبی اقدار کا پابند، کے لیے دینی مزاج کی حامل خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ (عمر 23 سے 35 سال تک) برائے رابطہ: 0345-6512297

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد**
کی دو جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کیجئے

سانحۂ کربلا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و عظمت کی صحیح تصویر

قیمت خاص: 50
قیمت عام: 30 روپے

شہید مظلومؓ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

قیمت خاص: 50

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور email:maktaba@tanzeem.org

The raison d'être of Pakistan

Secular and liberal scholars in Pakistan constantly take the stance that the rationale for creating Pakistan in 1947 was economic and political, not religious. They go on to provide various 'sources of evidence', all of which have been inspired by the false quotes and misinterpretations attributed to Quaid-e-Azam, Muhammad Ali Jinnah, by Justice Munir, first in his Munir Report 1953, and then his famous (or infamous) book, From Jinnah to Zia, 1980; and later followed suit by other liberal authors such as Ayesha Jalal, Ishtiaq Ahmed, Pervez A. Hoodbhoy, Ahmed Hameed Nayyar, Abdus Sattar Ghazzali and Ardeshir Cowasjee in their literary works, just to name a few. All in all, it is a house of cards built on fabricated and misinterpreted versions of Jinnah's vision about Pakistan. Nothing could be farther than the truth. Contrary to the false and confused narratives and whatever absurd arguments they try to conjure up, the fact remains that the raison d'être – the rationale for the creation of Pakistan – was both religious and ideological, with politics and economics playing the role of simply an 'executive brainstorming' for running the nascent country of Pakistan, after independence.

Jinnah was perfectly aware of the fact that Islam and theocracy were completely incompatible. While many continue to falsely associate Jinnah's references to the protection of minorities and tolerance of other creeds, with his alleged secularist ideology, Jinnah himself explained this in a broadcast talk to the people of Australia as Governor General on 19 February 1948, *"The great majority of us are Muslims. We follow the teaching of the Prophet Mohammad (peace be upon him). We are members of the brotherhood of Islam in which all are equal in rights, dignity and self-respect. Consequently, we have a special and a very deep sense of unity. But make no mistake; Pakistan is not a theocracy or anything like it. Islam demands from us the tolerance of other creeds and we welcome in closest association with us all those who, of whatever creed, are themselves willing and ready to play their part as true and loyal citizens of Pakistan."* This speech is further proof of the fact that Jinnah essentially attributed the equality in rights, dignity and self-respect, what many term as democratic principles – to Islam. He then further justifies his aversion to theocracy namely that it is contrary to the tenets of Islam, where a certain class of men place themselves above others to rule as religious dictators or contractors with 'Divine Law' very conveniently manipulated to suit their own vested interests. Therefore, Jinnah viewed democracy not in the secular sense but rather as part of the Islamic process. He used the word 'democracy' as though it were part of modern Islamic lexicon. Islam refers to this consultative process in fraternity as 'Discuss amongst thyself' or *'Shurahum Bainahum'*. The careful reader can also note that whilst Jinnah spoke against theocracy in the passage quoted above, he mentioned Islam in the very next sentence – not secularism as would be expected had he been a secularist. Most importantly, this passage has been taken from a speech which was made much after the 11 August 1947 speech where he supposedly declared his belief in secularism without actually saying the word.

As far as the speech made on 11 August 1947 is concerned, where Jinnah famously said, *"You are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed. That has nothing to do with the business of the State,"* he made this statement because in the past the religion of the majority led to the discrimination against other religions and minorities, which is why he alluded to them in the course of the same speech an excerpt conveniently ignored. *"As you know, history shows that in England conditions, some time ago, were much worse than those prevailing in India today. The Roman Catholics and Protestants persecuted each other. Even now there are some States in existence where there are*

that Roman Catholics and Protestants do not exist; what exists now is that every man is a citizen, an equal citizen of Great Britain and they are all members of the Nation," Jinnah said in the same speech on 11 August 1947. Therefore Jinnah was trying to emphasize the Islamic principle that no human being should discriminate against another on the basis of personal faith. It is the principle of universal civil rights as advocated by Prophet Mohammad *(peace be upon him)* which inspired Jinnah. He very lucidly in another speech made during the Presidential Address to All India Muslim League, Delhi 24 April 1943, attributed this Principle to the Prophet, *"the minorities are entitled to get a definite assurance and ask: 'Where do we stand in the Pakistan that you visualize?' That is an issue giving a definite and clear assurance to the minorities. We have done it. We have passed a resolution that the minorities must be protected and safeguarded to the fullest extent and as I said before any civilized government will do it and ought to do it. So far as we are concerned our own history, our Prophet has given the clearest proof that non-Muslims have been treated not only justly and fairly but generously."* He further added, *"we make this solemn declaration and give this solemn assurance that we will treat your minorities not only in a manner that a civilized government should treat them but better because it is an injunction in the Quran to treat the minorities so."* Had Jinnah strongly advocated secularism he would not have made this reference to the Quran. It seems rather inconceivable that someone who had taken his beliefs on human rights from Islam and Prophet Mohammad *(peace be upon him)* would precipitously announce that he was a secularist. Jinnah understood that a true Islamic State as first established in Madinah, by the Prophet *(peace be upon him)*, was a gradual transition where Islam and its tenets were revealed over a span of 23 years. Therefore, in that state, Muslims were gradually conditioned to understand the true nature of an Islamic social welfare state. Unity amongst Muslims, however, was a principle that needed to be pursued at all cost. In a speech made on 17 April 1948 Jinnah candidly emphasized the responsibility of the Muslims to stand united based on the fundamental tenets of Islam, *"Whatever I have done, I did as a servant of Islam and only tried to perform my duty and made every possible contribution within my power to help our Nation. It has been my constant endeavor to try to bring about unity among Musalmans, and I hope that in the great task of reconstruction and building up great and glorious Pakistan, that is ahead of us, you realize that solidarity is now more essential than it ever was for achieving Pakistan, which by the grace of God we have already done. I am sure that I shall have your fullest support in this mission. I want every Musalman to do his utmost and help me and support me in creating complete solidarity among the Musalmans, and I am confident that you will not lag behind any other individual or part of Pakistan. We Musalmans believe in one God, one book – the Holy Quran – and one Prophet. So we must stand united as one Nation."* Oddly enough, there are many sentences attributed by secular scholars to Jinnah which appear nowhere in the original transcript of the speech made by Jinnah to the Constituent Assembly of Pakistan on 11 August 1947!

Jinnah understood that an Islamic social welfare state based on the Islamic principles of universal suffrage would be the only viable solution for the country. He also realized the importance of having an economic model that was in consistence with Islamic principles. Jinnah's aversion to the western economic system could be understood from the speech he made during the opening ceremony of the Peshawar Branch of the State Bank of Pakistan in 1948, where he famously said, *"I shall watch with keenness the work of your research organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is now facing the world. It has failed to do justice between man and man and to eradicate friction from the international field. On the contrary, it was largely responsible for the two world wars in the last half*

century. The adoption of Western economic theory and practice will not help us in achieving our goal of creating a happy and contended people. We must work our destiny in our own way and present to the world an economic system based on true Islamic concept of equality of manhood and social justice." In his address to the Karachi Bar Association on 25 January 1948 Jinnah said, *"There are people who want to create mischief and make the propaganda that we will scrap the Shariat Law. Islamic principles have no parallel. Today they are as applicable in actual life as they were 1300 years ago."*

The secular and liberal elements who still insist that the raison d'être for creating Pakistan was only political and economic and not religious or ideological are not only calling Jinnah a hypocrite, but totally oblivious to the truth. They sound like a broken record, given all the changes occurring around the globe right before their own eyes. Secularism and liberalism are now on a ventilator and soon to be dead and buried. Should that not be a wake-up call for us all to embrace the Truth and quit twisting facts and fabricating opinions?

Complied by: The Nida-e-Khilafat Team

Note: *This tract has been adapted from a letter of rebuttal written by Tanzeem-e-Islami to daily DAWN on 13 July 2020 in response to the opinion piece "Jinnah`s Pakistan needed" by Mr. Tariq Khosa, published on 4 July 2020 in the DAWN Newspaper.*

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.29

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore